شمارہ نمبر ۳

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

اکتوبر/نومبر ۲۰۱۷ء

- امام ابوحنیفہؒ امام ابن معینؒ کے نزدیک ثقہ ہیں زبیر علی زئی کے اعتراضات کا جواب
- وضو کے اختلافی مسائل پر تحقیقی مضامین
- امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔
- امام ابراہیم نخعیؒ کی مرسل روایت جمہور کے نزدیک صحیح اور حجت ہے

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

صرف پگڑی یا عمامے پر مسح کرنا صحیح نہیں ہے۔

مولانا نذیر الدین قاسمی

احناف کہتے ہیں کہ صرف پگڑی یا عمامے پر مسح کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ احادیث میں جہاں عمامے پر مسح کرنے کا ذکر ہے ،وہیں اسی حدیث میں پہلے سر پر مسح کرنے کا ذکر ہے پھر عمامے پر۔

دلائل ملاحظہ فرمایئے !

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث :

غیر مقلد ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب اپنی کتاب ۔''نماز نبوی ''میں عمامے پر مسح کے مسئلے پر سب سے پہلے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت ذکر کرتے ہیں کہ 'آپ ﷺ نے پیشانی ،پگڑی اور موزوں پر مسح فرمایا' (**ص۶۰ مطبوعہ دار البلاغ**) جبکہ اس حدیث کے بارے میں الامام الحافظ ابو محمد الزیلعیؒ(**م۷۶۲ھ**) فرماتے ہیں کہ 'ھذا حدیث مرکب من حدیثین' یہ حدیث دو حدیثوں کا مجموعہ ہے معلوم ہوا کہ شفیق الرحمن کی نقل کردہ یہ حدیث مختصر ہے۔ اور پوری حدیث کے الفاظ یہ ہیں :''توضأ فمسح بناصیتہ،وعلی العمامۃ وعلی الخفین''آپ ﷺ نے وضو کیا پھر اپنی پیشانی اور عمامہ اور خفین پر مسح کیا۔(**صحیح مسلم ص: ۲۵۷،رقم الحدیث :۶۳۳**)اور پھر غیر مقلدین کا اصول بھی ہے کہ حدیث خود حدیث کی وضاحت کرتی ہے۔ (**نور العینین ص: ۱۲۵،دین الحق ج:۱ص:۲۶۹**) یہ ساری تفصیل بتا رہی ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے پیشانی پر مسح کیا،پھر عمامے پر مسح فرمایا۔

بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث :

شفیق الرحمن صاحب نے دوسری حدیث حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موزوں اور پگڑی پر مسح کیا۔(**نماز نبوی ص:۶۰**) حالانکہ یہ حدیث بھی مختصر ہے ،پوری حدیث سنن صغیر للبیہقی میں موجود ہے جس میں عمامہ پر مسح سے پہلے پیشانی پر مسح کا ذکر ہے ،

الفاظ یہ ہیں :امام بیہقیؒ(**م۴۵۸ھ**) فرماتے ہیں کہ :

أخبرناأبو النصر بن قتادة، أناأبو بكر بن محمد المؤمل، نا الفضل بن محمد، ناعمرو وهو ابن عون، ناخالد، وهو ابن عبدالله الواسطی، عن حميد، عن ابی رجاء، مولی أبی قلابة عن ابی قلابة، عن ابی ادريس، عن بلال ان النبیﷺ مسح علی الخفين وناصيته والعمامة۔ هذااسناد حسن۔(**سنن صغیر للبیہقی ج:اص:۵۵،رقم الحدیث ۱۲۰**)[44]

نوٹ : احناف نے پیشانی سے مراد سر کا چوتھائی حصہ لیا ہے ،جس کی تفصیل **ص:۴۷** پر موجود ہے۔ لہذا اس روایت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ پہلے سر پر مسح کرنا چاہیئے اور پھر عمامے پر۔ اور غیر مقلدین کا اصول بھی گزر چکا کہ حدیث خود حدیث کی وضاحت کرتی ہے،تو جتنی بھی احادیث میں عمامے کا ذکر ہوگا ،اس کے بارے میں یہی کہا جائے گا کہ یہ عمامے پر مسح سر کے مسح کے بعد ہے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی حدیث :

ابو صہیب داؤد ارشد صاحب نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو پگڑی اور موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔لیکن خود سلمان فارسیؓ نے ایک آدمی کو عمامے کے ساتھ پیشانی کا بھی مسح کرنے کا حکم دیا اور دلیل میں ابو صہیب صاحب کی نقل کردہ مرفوع حدیث کو ہی بیان کیا ہے۔حدیث یہ ہے:

امام ابو بکر الاثرمؒ(**م۲۷۲ھ**) فرماتے ہیں کہ:

---

[44] اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام بیہقیؒ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔یہ روایت **سنن کبری للبیہقی ج:اص ۱۰۲،حدیث نمبر: ۲۸۹** میں بھی موجود ہے اس کی سند میں حمید الطویلؒ(**م۱۴۳ھ**) اگرچہ مدلس ہیں ،لیکن چونکہ شاہد میں مغیرہ بن شعبہؓ کی قوی روایت موجود ہے۔لہذا ان پر تدلیس کا الزام باطل ومردود ہے۔

نوٹ : اس کی سند میں عبدالعزیز بن مسلم المدنیؒ ہیں جن کو امام ابن حبانؒ نے ثقات میں شمار کیا ہے **(کتاب الثقات لابن حبان ج: ۵ ص: ۱۲۳)** اور پھر امام ابو داؤدؒ اور امام عبدالحق اشبیلیؒ اور امام ضیاء الدین المقدسیؒ نے بھی ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے ،جیسا کہ گزر چکا لہذا وہ بھی ثقہ راوی ہیں اور یہ روایت حسن ہے۔

حدثنا عفان حدثنا داؤد بن ابی الفرات حدثنا محمد بن زید عن ابی شریح عن ابی مسلم مولی زید بن صوحان قال كنت مع سلمان فرأى رجلا قد احدث وهو يريد أن ينزع خفيه للوضوء فأمره سلمان أن يمسح على خفيه وعمامته ويمسح بناصيته قال سلمان قد رأيت رسول الله ﷺ يمسح على خفيه وعمامته۔ **(سنن اثرم ص :۲۳۱، رقم الحدیث ۱۴)**[45]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث :

امام ابو داوٗدؒ (م ۲۷۵ھ) فرماتے ہیں کہ :

حدثنا احمد بن صالح، حدثنا ابن وهب، حدثني معاوية بن صالح، عن عبد العزيز بن مسلم، عن ابی معقل، عن أنس بن مالک قال: رأيت رسول الله ﷺ يتوضأ وعليه عمامة قطرية، فأدخل يده من تحت العمامة فمسح مقدم رأسه ولم ينقض العمامة۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا : آپ ﷺ کے سر مبارک پر قطری پگڑی تھی ، آپ ﷺ نے پگڑی کے نیچے سے ہاتھ ڈال کر سر کے اگلے حصے پر مسح کیا اور پگڑی نہیں کھولی۔ **(سنن ابو داوٗد رقم الحدیث ۱۴۷ واسنادہ حسن)**[46]

---

[45] اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں ، سوائے ابو مسلم کے ان کے بارے میں ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ وہ مقبول ہیں۔ **(تقریب رقم :۸۳۶۸)** یعنی متابع یا شاہد کی صورت میں ان کی روایت مقبول ہوگی۔ چونکہ مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت سے ان کی معنوی تائید ہو رہی ہے۔ لہذا اس روایت میں ان پر جرح بیکار ہے اور یہ روایت مقبول ہے۔

[46] **اعتراض :**

ابو صہیب داوٗد ارشد صاحب کہتے ہیں کہ اس کی سند میں ابو معقل ہیں جو مجہول ہیں۔ **(حدیث او راہل تقلید ج:۱ ص:۲۲۲، ۲۲۳)**

الجواب :

اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ابو داوٗدؒ نے سکوت فرمایا ہے اور الامام العلامہ المجتہد کمال الدین ابن الھمامؒ **(م ۸۶۲ھ)** اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: "سكت عليه داؤد فهو حجة" امام ابوداوٗدؒ نے اس روایت پر سکوت اختیا رکیا ہے۔ لہذا یہ حجت ہے۔ **(فتح القدیر ج:۱ ص:۱۸)** غیر مقلدین کے نزدیک بھی امام ابو داوٗدؒ کا سکوت حجت ہوتا ہے

یہ حدیث بھی بتاتی ہے کہ صرف عمامے کے مسح پر اکتفاء کرنا صحیح نہیں ہے ،بلکہ سر پر مسح کرنا ضروری اورلازمی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے بھی عمامے کے ساتھ سر کا بھی مسح فرمایا۔

اسلاف ،فقہاء اور محدثین وغیرہ کے ارشادات درج ذیل ہیں :

امام ترمذیؒ(م **۲۷۹ھ**) فرماتے ہیں کہ :

" وقال غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ والتابعین: لا یمسح علی العمامة الا ان یمسح برأسه مع العمامة، وهو قول سفیان الثوری، ومالک بن أنس، وابن المبارک، والشافعی " صحابہ او ر تابعین میں سے کئی اہل علم نے کہا ہے کہ عمامہ پر مسح جائز نہیں ہے مگر سر کے مسح کے ساتھ اور یہی قول

(۱) امام سفیان ثوریؒ(م **۱۶۱ھ**)

(۲) امام مالک بن انسؒ(م **۱۷۹ھ**)

(۳) امام عبداللہ بن المبارکؒ(م **۱۸۱ھ**)

(۴) امام شافعیؒ(م **۲۰۴ھ**) کا ہے۔

(۵) مشہور مفسر ابوحیان اندلسیؒ(م **۷۴۵ھ**) فرماتے ہیں کہ **"الظاهر ان المسح علی العمامة لا یجزئ لانه لیس مسحاً للرأس"** ظاہر ہے کہ صرف عمامے پر مسح جائز نہیں ہے ،اس لئے کہ وہ سر کا مسح نہیں ہے۔**(بحر المحیط ج:۴،ص:۱۹۱)**

دیکھئے **(دوماہی مجلہ الاجماع :شمارہ نمبر :۱ ص:۵۳)** پھر اس حدیث کو امام ضیاء الدین مقدسیؒ(م **۶۴۳ھ**) نے بھی صحیح کہا ہے **(احادیث المختارہ ج:۶،ص: ۲۳۹)**،امام عبد الحق اشبیلیؒ(م ۵۸۱ھ) نے یہ شرط رکھی ہے کہ وہ اپنی کتاب "احکام الوسطی " میں صرف صحیح حدیث نقل کریں گے ،ایسا غیر مقلدین حضرات کا کہنا ہے۔**(مقالات زبیر علی زئی ج:۳،ص:۳۳۴،رسالہ اہل السنہ ممبئی ج:۶،ص :۱۶،شمارہ نمبر:۷۰)** لہذا ان کے اس اصول کی وجہ سے امام عبدالحق اشبیلیؒ نے بھی اس روایت کو صحیح کہا ہے۔**(احکام الوسطی ج:۱،ص: ۱۷۷)** معلوم ہوا کہ اس حدیث کو تین تین محدثین نے صحیح کہا ہے او ر غیر مقلدین کے نزدیک کسی محدث کا کسی حدیث کی تصحیح وتحسین کرنا اس حدیث کے ہر ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے۔جیسا کہ گزر چکا۔ **(ص: ۹۶)** معلوم ہوا کہ ابو معقلؒ ان تینوں محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں ،لہذا ابو صہیبؒ کا انہیں مجہول کہنا مردود ہے۔

(۶) امام فخر الدین الرازیؒ (م ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ : "لایجوز الاکتفاء بالمسح علی العمامة" صرف عمامے پر مسح کرنے پر اکتفاء کرنا جائز نہیں ہے۔(**تفسیر کبیر :ج ۱۱ص:۳۰۵**)

(۷) امام بغویؒ (م ۵۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

ولم یجوز اکثر اهل العلم المسح علی العمامة بدلا من مسح الرأس, وقال فی حدیث المغیرة ان فرض المسح سقط عنه بمسح الناصیة وفیه دلیل علی ان مسح جمیع الرأس غیر واجب۔

اکثر اہل علم نے سر کے مسح کے بدلے میں عمامے کے مسح کو نا جائز قرار دیاہے اور مغیرہؓ کی حدیث کے تحت میں فرمایا کہ یقینا مسح کی فرضیت پیشانی کے مسح سے ساقط ہو جاتی ہے۔اور امام بغویؒ کہتے ہیں کہ مغیرہؓ کی حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ پورے سر کا مسح واجب نہیں ہے۔(**تفسیر بغوی ج:۲ص:۲۲،۲۳**) نیز اپنی ایک اور کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ "ولو مسح علی العمامة، ولم یمسح شیأمن الرأس لایجوز" اگر کوئی مسح کرے عمامے پر اس حال میں کہ اس نے سر کا کچھ بھی مسح نہیں کیا ،تو مسح جائز نہیں ہے۔(**التهذیب للبغوی ج:۱ص: ۲۵۵**)

(۸) نظام الدین القمی النیساپوریؒ (م ۸۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ "لایجوز الاکتفاء بالمسح علی العمامة لان ذلک لیس مسحاً للرأس" صرف عمامے کے مسح پر اکتفاء کرنا جائز نہیں ،اس لئے کہ وہ سر کا مسح نہیں ہے۔(**تفسیر النیساپوری ج:۲ص:۵۵۷**)

(۹) امام علی بن محمد عماد الدین ابوالحسن حراسیؒ (م ۵۰۴ھ) فرماتے ہیں (جس کا خلاصہ یہ ہے) کہ سر کے مسح کے بعد عمامے پر مسح کرنا ہمارے نزدیک جائز ہے۔(**احکام القرآن للحراسی ج:۳ص:۴۳**)

(۱۰) امام ابوعبدالرحمن النسائیؒ (م ۳۰۳ھ) نے باب باندھا ہے کہ "باب المسح علی العمامة مع الناصیة" پیشانی کے ساتھ عمامے پر مسح کا بیان۔(**سنن نسائی رقم الحدیث :۱۰۷**) معلوم ہوا کہ امام نسائیؒ کے نزدیک بھی عمامے کے ساتھ پیشانی پر بھی مسح کرنا ہے۔

(۱۱) امام ابو عوانہؒ (م ۳۱۶ھ) نے بھی باب باندھا ہے کہ "اباحة المسح علی العمامة اذا مسحها مع الناصیة" عمامے پر مسح کے مباح ہونے کا بیان ،جبکہ سر کے مسح کے ساتھ اس پر مسح کیا جائے۔(**مستخرج ابو عوانہ ج:۱ص: ۲۱۷**)

(۱۲) امام عروہ بن زبیرؒ (م ۹۴ھ) کے بارے میں ہے کہ "انه کان ینزع العمامة ثم یمسح برأسه" اپنے عمامے کو اتار کر پھر اپنے سر کا مسح فرماتے تھے۔(**مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث :۷۴۴**)

(۱۳) حضرت ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسرؒ [**ثقہ**][47] نے جابر بن عبداللہؓ سے عمامے پر مسح کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ 'امس الماءالشعر' بالوں کو پانی لگاؤ۔(**مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث :۲۳۲**)[48]

(۱۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ (**م ۴۰ھ**) سے بھی ثابت ہے کہ آپ نے عمامے کو اتار کر سر کا مسح کیا۔(**مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۲۳۳**)[49]

(۱۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (**م ۷۲ھ**) بھی عمامے پر مسح نہیں کیا کرتے تھے۔(**مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث :۲۳۴**، واسنادہ صحیح)

(۱٦) امام مغیرہؒ کہتے ہیں کہ:

کان اذا کانت علی ابراهیم عمامة, او قلنسوة رفعها ثم مسح علی یافوخه۔

---

[47] امام ابن معینؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے آپ کو ثقہ کہا ہے، امام ابو حاتمؒ نے آپ کو صحیح الحدیث کہا ہے۔اور امام ذہبیؒ نے صدوق ان شاء اللہ کہا ہے۔(**تہذیب التہذیب ج:۱۲ص:۱٦۱، میزان الاعتدال ج:۴ص:۵۴۹**)

[48] اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور سند صحیح ہے، نیز سند میں عباد بن اسحق سے مراد عبدالرحمن بن اسحق المدنی ہیں، جو کہ صحیح مسلم کے راوی ہیں اور ثقہ ہیں۔(**تقریب رقم:۳۸۰۰**)

[49] الفاظ یہ ہیں: **حدثنا وکیع بن الجراح عن الربیع بن سلیم عن ابی لبید قال رأیت علیا أتی الغیط علی بغلة له وعلیه ازار ورداء وعمامة وخفان, فرأیته بال ثم توضأ فحسر العمامة فرأیت رأسه مثل راحتی علیه مثل خط الاصابع من الشعر فمسح برأسه ثم مسح علی خفیه**۔(مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر:۲۳۲)

اس حدیث کی سند حسن ہے، امام ابو بکر بن ابی شیبہؒ اور امام وکیعؒ (**م ۱۹۸ھ**) کی تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔ربیع بن سلیم الخلقانیؒ کو امام ابن حبانؒ اور امام قاسم بن قطلوبغاؒ نے آپ کو ثقات میں شمار کیا ہے، امام ابو حاتمؒ نے شیخ قرار دیا ہے۔ (**کتاب الثقات لابن حبان ج:٦ص:۲۹۹، کتاب الثقات للقاسم ج:۴ص:۲۳۸**) لہذا آپ ثقہ ہیں۔ابو لبیدؒ بھی صدوق راوی ہیں۔(تقریب رقم :۵٦۸۱) خلاصہ یہ ہے کہ یہ سند حسن درجہ کی ہے۔

گر امام ابراہیم نخعیؒ(م ۹۶ھ) ٹوپی یا پگڑی پہنے ہوئے ہوتے تھے تو اس کو اتار دیتے اور پھر مسح کیا کرتے تھے۔ **(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۲۳۵**،واسنادہ حسن)

(۱۷) حضرت ابو البختریؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام شعبیؒ(م ۱۰۱ھ)کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ،تو آپ نے عمامہ اتارا اور سر کا مسح کیا۔**(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۲۳۶واسنادہ صحیح)**[50]

(۱۸) امام قاسم بن محمدؒ(م ۱۰۶ھ) بھی القاسم "لایمسح علی العمامة یحسر عن رأسه فیمسح علیه"عمامے پر مسح نہیں کیا کرتے تھے،بلکہ عمامہ اتار کر سر کا مسح فرماتے تھے۔**(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث :۲۳۹،واسنادہ صحیح)**

(۱۹) امام حسن البصریؒ(م ۱۱۰ھ) نے بھی اجازت دی ہے کہ "الرجل یمسح علی ناصیتة وعلی عمامته"آدمی پہلے اپنی پیشانی اور (پھر)اپنے عمامے پر مسح کرسکتا ہے۔**(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث :۲۴۰،واسنادہ صحیح)**

(۲۰) امام خطابیؒ(م ۳۸۸ھ)فرماتے ہیں کہ "ابی المسح علی العمامة أکثر الفقهاء وتأولوا الخبر فی المسح علی العمامة علی معنی انه کان یقتصر علی مسح بعض الرأس" اکثر فقہاء نے عمامے پر مسح کا انکار کیا اور انہوں نے عمامے پر مسح کی حدیث اس معنی میں تاویل فرمائی ہے کہ مسح علی العمامہ کو سر کے بعض حصے کے مسح کا اختصار کرنا ہے۔(یعنی مسح علی العمامہ میں پہلے سر کے بعض حصے پر مسح کرنا ہے پھر بعد میں عمامے پر)۔**(معالم السنن ج:۱ص:۵۷)**

(۲۱) امام برہان الدین العینیؒ(م ۸۵۵ھ)نے بھی یہی بات کہی ہے۔**(شرح ابو داؤد للعینی ج:۱ص:۳۴۵)**

(۲۲) حافظ ابن الجوزیؒ (م ۵۹۷ھ)نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک صرف عمامے پر مسح جائز نہیں ہے۔ **(کشف المشکل ج:۴ص:۸۴)**

(۲۳) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ(م ۸۵۲ھ)نے بھی ثابت کیا ہے کہ عمامے سے پہلے سر کا مسح کرنا ہے۔**(فتح الباری ج:۱ص:۲۹۳)** بلکہ کہتے ہیں کہ :

قد اختلف السلف فی معنی المسح علی العمامة فقیل انه کمل علیها بعد مسح الناصیة وقد تقدمت روایة مسلم بما یدل علی ذلک والی عدم الاقتصار علی المسح علیها ذهب الجمهور۔

---

[50] اس کی سند میں ابو البختریؒ سے مراد بختری بن ابی البختریؒ(م ۱۴۸ھ)ہیں جو کہ صحیح مسلم کے راوی ہیں اور صدوق ہیں۔ **(تقریب رقم: ۶۴۱)**

سلف نے عمامے پر مسح کے معنی میں اختلاف کیا ہے ،چنانچہ کہا گیا کہ آپ ﷺ نے پیشانی پر مسح کے بعد عمامے پر مسح کو مکمل کیا اور مسلم کی روایت اس پر دلالت کرتی ہے اور صرف عمامے کے مسح پر اکتفاء نہ کرنے کی طرف جمہور گئے ہیں۔(**فتح الباری ج:۱ص:۳۰۹**) لہذا اسلاف کے عمل اور ارشادات سے معلوم ہو اکہ عمامے پر مسح اس وقت جائز ہے ،جب کہ اس سے پہلے سر پر مسح کیا جائے۔

آخری روایت : (امام عطاءؒ(**م۱۱۷ھ**) اور امام قتادہؒ(**م۱۱۸ھ**) کی مرسل روایت)

امام شافعی (**م۲۰۴ھ**) فرماتے ہیں کہ "**اخبرنامسلم عن ابن جریج عن عطاءان رسول اللہ ﷺ توضأفحسر العمامة ومسح علی مقدم رأسه او قال ناصیته بالماء**" امام عطاء بن ابی رباحؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو اپنی پگڑی کو سر سے ہٹایا اور سر کے اگلے حصے کا مسح کیا ،یا(روایت کے الفاظ ی ہیں کہ) پانی سے اپنی پیشانی پر مسح فرمایا۔(**مسند الشافعی ج:۱ص:۳۲ ،رقم الحدیث :۸۷واسنادہ حسن مرسل**)[51]

---

[51] اس روایت کی سند میں امام مسلم بن خالدؒ ہیں جو کہ جمہور کے نزدیک حسن الحدیث ہیں ،(دیکھئے، **ص:۱۱۲**) پھر مصنف عبد الرزاق کی روایت میں امام عبد الرزاقؒ(**م۲۱۱ھ**) ان کے متابع ہیں۔(**مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر:۷۳۹،واسنادہ صحیح**)

اعتراض نمبر۱:

ابو صہیب داؤد ارشد صاحب کہتے ہیں کہ یہ روایت مرسل ہے۔(**حدیث اور اہل تقلید ج:۱ص:۲۲۳**)

الجواب :

مرسل روایت جمہور کے نزدیک حجت ہے دیکھئے **"مجلہ الاجماع :شمارہ نمبر:۱ص:۶۵"**۔پھر غیر مقلدین کے نزدیک اگر مرسل کی تائید کسی مرسل یا ضعیف متصل سے ہوجائے تو وہ قابل حجت ہو جاتی ہے۔دیکھئے **" مجلہ الاجماع شمارہ نمبر ۱ص: ۶۵"**۔اور پہلے تفصیل گذر چکی کہ اس مسئلے میں کئی صحیح او ر حسن درجے کی متصل روایات موجود ہیں۔پھر قتادہؒ کی مرسل روایت بھی موجود ہے ،لہذا ابو صہیب صاحب کا اعتراض ان کے ہی اصول کی روشنی میں باطل ومردود ہے۔یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجرؒ(**م۸۵۲ھ**) اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ "**وهو مرسل لكنه اعتضد بمجيئه من وجه آخر موصولا أخرجه أبو داؤد من حديث أنس وفي اسناده ابو معقل لا يعرف حاله فقد اعتضد كل من المرسل والموصول بالآخر وحصلت القوة من الصورة المجموعة**" عطاءؒ کی روایت مرسل ہے۔لیکن اس میں قوت پید ا ہو گئی ہے دوسری متصل سند سے آنے کی وجہ سے جسکو امام ابو داؤدؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسی سند میں ابو معقلؒ ہیں جن کا حال معلوم نہیں ہے۔لیکن مجموعی اعتبار سے مرسل نے اور دوسری متصل کے ملنے سے تقویت اور قوت حاصل کرلی

اسی طرح امام قتادہؒ (م ۱۱۸ھ) کہتے ہیں کہ " **ان النبی ﷺ کان یمسح علی عمامتہ قال یضع یدہ علی ناصیتہ ثم یمر علی یدہ علی العمامۃ**" نبی ﷺ اپنے عمامے پر مسح فرماتے تھے۔ پھر تفصیل ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنا دست مبارک پیشانی پر رکھتے (یعنی پیشانی پر مسح فرماتے) اور پھر اپنے ہاتھ کو عمامے پر پھیر لیتے تھے۔(یعنی عمامے پر بھی مسح فرماتے تھے)۔**(مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث :۷۴۱،واسنادہ حسن مرسل)**

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ پہلے پیشانی پر (جو کہ سر کا چوتھائی حصہ ہوتا ہے ،اس پر) مسح فرماتے پھر بعد میں عمامے پر۔

احناف بھی یہی کہتے ہیں کہ سر کے مسح کے بعد اگر کوئی عمامے پر مسح کر لے تو جائز ہے۔لہذا غیر مقلدین اہل حدیث حضرات کا یہ کہنا کہ علی الاطلاق صرف عمامے پر مسح بھی جائز ہے ،دلیل کی روشنی میں باطل ومردود ہی نہیں بلکہ اصول کے لحاظ سے کتاب اللہ کے خلاف بھی ہے۔[52]

ہے۔ **(فتح الباری ج:۱ص: ۲۹۳)** جب حافظ ابن حجرؒ نے خود تصریح فرمادی کہ یہ عطاءؒ کی روایت مقبول ہے تو یہ اعتراض باطل ہے۔

اعتراض نمبر۲:

ابو صہیب صاحب کہتے ہیں کہ اس میں ابن جریجؒ مدلس ہیں۔**(حدیث اور اہل تقلید ج:۱ص: ۲۲۳)**

الجواب :

مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر: ۷۳۹ میں انہوں نے سماع کی صراحت کردی ہے ،الفاظ یہ ہیں

عبد الرزاق عن ابن جریج قال أخبرنی عطاء قال: بلغنی أن النبی ﷺ کان یتوضأ وعلیہ العمامۃ یؤخرھا عن رأسہ ولا یحلھا ثم مسح برأسہ فأشار الماء بکف واحد علی الیافوخ قط ثم یعید العمامۃ۔

لہذا یہ اعتراض ہی مردود ہے۔

[52] قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ "یا أیھا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلاۃ فاغسلوا وجوھکم وأیدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین"۔**(سورہ مائدہ:۶)**

اس آیت میں چونکہ سر کے مسح کا ذکر ہے اس لئے اسلاف میں سے کئی فقہاء نے اس آیت کی وجہ سے صرف عمامے پر مسح کرنے سے منع کیا ہے چنانچہ امام ابن بطالؒ **(م ۴۴۹ھ)** کہتے ہیں کہ "ممن کان لا یری المسح علیھا علی وابن عمر وجابر ومن التابعین عروۃ والنخعی الشعبی والقاسم وبہ قال مالک وأبو حنیفۃ والشافعی واحتجوا بقولہ تعالی "وامسحوا برؤوسکم" جو لوگ

عمامے پر مسح کے جواز کے قائل نہیں ہیں ان میں علیؓ،ابن عمرؓ اور جابرؓ اور تابعین میں عروہ ، نخعی، شعبی اور قاسم رحمہم اللہ ہیں اور امام مالکؒ،امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا بھی یہی کہنا ہے۔ان لوگوں نے اللہ تعالی کے ارشاد "وامسحوابرؤوسکم"(اپنے سروں کا مسح کرو)سے استدلال کیاہے دلیل پکڑی ہے۔**(شرح بخاری لابن بطال ج:۱ص: ۳۰۷)** حافظ المغرب امام ابن عبدالبرؒ**(م ۴۶۳ھ)** بھی فرماتے ہیں کہ (جس کا خلاصہ یہ ہے کہ) امام مالکؒ نے فرمایا کہ مناسب نہیں ہے کہ آدمی عمامے پر مسح کرے اور عورت اوڑھنی پر ،بلکہ وہ دونوں اپنے سروں پر مسح کرینگے۔اور یہی قول امام عروہؒ،امام ابراہیم نخعیؒ،امام حماد بن ابی سلیمانؒ امام شعبی اورؒ امام قاسم بن محمد بن ابی بکرؒ کا ہے اور امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ امام مالکؒ اور ان ائمہ کے اصحاب کا بھی یہی قول ہے۔امام مالکؒ کی دلیل "وامسحوابرؤسکم"ہے۔**(الاستذکار ج:۱ص :۲۱۱)**، امام ابو بکر ابن العربیؒ **(م ۵۴۳ھ)** کہتے ہیں کہ امام عروہؒ امام نخعیؒ،امام قاسم بن محمد ،امام شعبیؒ،امام ابوحنیفہؒ،امام مالکؒ اور امام شافعیؒ عمامے پر مسح کے قائل نہیں ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ 'والحجۃلھم ظاھرۃقولہ تعالی 'وامسحوابرؤوسکم"ان سب کی دلیل ظاہر ہے کہ اللہ تعالی کا قول"وامسحوابرؤسکم"ہے۔**(المسالک شرح موطا ج:۲ص:۱۳۷)** امام شمس الدین الکرمانیؒ **(م ۷۸۶ھ)** کہتے ہیں کہ "احتج المانعون بقولہ تعالی وامسحوابرؤوسکم" عمامے پر مسح کرنے سے منع کرنے والوں نے "وامسحوا برؤوسکم"سے دلیل پکڑی ہے۔**(شرح کرمانی علی البخاری ج:۳ص:۵۴)**امام عینیؒ نے بھی یہی بات کہی ہے۔**(عمدۃ القاری ج:۳ص: ۱۰۱)** لہذا معلوم ہوا کہ ائمہ سلف نے عمامے مسح کے عدم جواز کے سلسلے میں **"وامسحوابرؤوسکم"**سے احتجاج کیا ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب :

عرض ہے کہ اسی آیت میں پاؤں کے دھونے کا حکم بھی موجود ہے۔حالانکہ حنفیہ کے نزدیک موزوں پر مسح جائز ہے۔۔۔حالانکہ ظاہر ہے کہ پاؤں کو موزہ نہیں کہتے۔مگر حنفیہ موزوں پر مسح کو پاؤں کو دھونے کے برابر قرار دیتے ہیں وجہ بیان کریں کہ پگڑی پر مسح کیوں ناجائز ہے اور موزوں پر مسح کیوں جائز ؟**(حدیث اور اہل تقلید ج:۱ص: ۲۲۱)**

الجواب :

یہ اعتراض لا علمی اور جہالت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔فقہاء کا اصول ہے کہ قرآن پاک کی تخصیص صرف احادیث متواترہ سے ہی ہو سکتی ہے اور موزے پر مسح کی حدیث متواتر ہے ،دیکھئے **نظم المتناصر ص: ۶۰**۔جبکہ عمامے پر مسح کی حدیث متواتر نہیں ہے۔ چنانچہ امام عینیؒ **(م ۸۵۵ھ)** فرماتے ہیں کہ **"لوعملنابکل الحدیث یلزم بہ الزیادۃعلی النص لان ھذا خبرالواحدوالزیادۃبہ علی الکتاب نسخ فلایجوز"**

اگر ہم عمامے پر مسح کی ہر حدیث پر عمل کرلیں تو نص (قرآن پاک کی آیت) پر زیادتی ہوگی ،اس لئے کہ یہ حدیث خبر واحد ہے اور قرآن پر خبر واحد کی وجہ زیادتی کرنا یہ نسخ ہے ،(اور خبر واحد سے قرآن کا نسخ جائز نہیں) لہذا عمامے پر مسح والی حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں ۔**(عمدۃ القاری ج:۳ص: ۷۱)**اس کا ایک اور جواب امام خطابیؒ **(م ۳۸۸ھ)**

ایک جاہلانہ اعتراض اور اس کا جواب:

ابو صہیب داؤد ارشد صاحب نے ایک جاہلانہ اعتراض یہ بھی کیا ہے کہ "سر کیلئے عربی زبان میں **'رأس'** کا لفظ آتا ہے ،(جمع رؤس)اور اس کا اطلاق پورے عضو پر ہوتا ہے۔سر کے چوتھائی حصے یا کچھ کو **'رأس'** نہیں کہتے۔مگر حنفیہ کے نزدیک سر کے چوتھائی حصے پر مسح کرنا ہی فرض ہے اس سے زیادہ نہیں ،مزید ظلم یہ کیا کہ فقہائے احناف نے قرآن کی اس آیت کو مجمل قرار دیتے ہوئے اس آیت کے حکم کا مذاق اڑایا ہے۔

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ سر پر پیشانی کی مقدار میں مسح کرنا فرض ہے اور وہ چوتھائی سر ہے۔کیونکہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک قوم کے کوڑے دان کی جگہ پر آئے ،وہاں پیشاب کیا پھر وضو فرمایا اور اپنے سر کی پیشانی پر مسح کیا اور موزوں پر بھی ،اور قرآن مجید کی آیت میں مسح کی مقدار مجمل ہے اور یہ حدیث اس کا بیان ہے۔**(ہدایہ اولین :۵،۴)**۔۔۔۔پھر آگے لکھتے ہیں کہ خلاصہ یہ نکلا کہ قرآن وسنت میں مسح کی مقدار ثابت نہیں مگر ان بڑے لوگوں کے دماغ میں یہ چھوٹی بات کون ڈالے کہ اللہ تعالی نے سر کے مسح کے لئے **"رأس"** کا لفظ استعمال کیا ہے جو پورے کو کہتے ہیں ،چوتھائی یا کچھ حصے کو **رأس** نہیں کہتے۔**(حدیث اور اہل تقلید ج:۱ص۲۲۲)**

نے اس طرح بھی دیا ہے کہ "**فرض اللہ مسح الرأس ,والحدیث فی مسح العمامۃ محتمل للتأویل فلا یترک المتیقن للمحتمل**" اللہ تعالی نے سر کے مسح کو فرض کیا ہے اور حدیث میں عمامے پر مسح کے حکم میں تاویل کا احتمال ہے ،اور محتمل کی وجہ سے متیقن (قرآن)کو نہیں چھوڑا جائیگا۔**(فتح الباری ج:۱ص:۳۰۹،عمدۃ القاری ج:۳ص:۱۰۱،واللفظ لہ ،معالم السنن ج:۱ص:۵۷)** **تاویل** یہ ہے کہ پہلے سرپر مسح کرنا ہے اور پھر بعد میں عمامے پر مسح ہے ،جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔لہذا ابو شعیب صاحب کا یہ اعتراض بھی مردود ہے۔

آخر میں ایک بات پر اطلاع ضروری ہے کہ احناف کے نزدیک سر کے مسح کے بعد عمامے پر مسح کرنا جائز ہے، لیکن اس سے سنت ادا نہیں ہوگی۔اگرچہ شیخ الہندؒ اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا کہنا ہے کہ سنت ادا ہوگی ،لیکن امام ابو بکر الرازیؒ نے اسے مباح لکھا ہے۔**(انوار الباری ج:۷ص: ۵۴۷)**اسی طرح جمہور احناف کے نزدیک بھی سنت ادا نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ جواز پر دلالت کرتا ہے ،سنت پر نہیں ،امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول سے بھی جواز ثابت ہوتا ہے۔**(موطا امام محمد ص: ۴۵)** امام علی بن محمد عمادالدین ابو الحسن حراسیؒ**(م۵۰۴ھ)** اور امام حسن بصریؒ**(م۱۱۰ھ)** بھی جائز مانتے ہیں۔امام ابو عوانہؒ**(م۳۱۶ھ)** نے پیشانی پر مسح کے بعد عمامے پر مسح کو مباح کہا ہے،جس کا حوالہ پہلے آچکا ہے ۔(دیکھئے،**ص:۱۲۲**) لہذا رئیس صاحب کا یہ کہنا کہ "اگر صرف مقدم مسح کافی ہے تو عمامے پر مسح فعل عبث ہوا ،خصوصا اس صورت میں کہ مفتی نذیری (حنفی) عمامے پر مسح ناجائز مانتے ہیں"۔**(صحیح طریقہ نماز ص: ۱۰۱)** مردود ہے۔

الجواب :

اول تو یہ اعتراض ہی مردود ہے ،کیونکہ قرآن پاک کی سورہ مائدہ کی آیت نمبر :٦ میں "**وامسحوابوؤسکم**" ہے۔ (ب کے ساتھ ہے) نہ کہ **وامسحوارؤسکم**۔(بغیر ب کے) اگر آیت میں ب نہ ہوتا،یعنی **وامسحوارؤسکم** ہوتا۔ تو ابو صہیب داؤد ارشد صاحب کی بات قابل غور ہوتی ،لیکن آیت میں تو وامسحوابرؤسکم ہے۔اس میں ب تبعیض یعنی بعض کے معنی پر دلالت کرنے کے لئے آیا ہے ،اور یہی بات ابو المحاسن الرویانیؒ(**م ۵۰۲ھ**) ،فقیہ ابو الحسین یحی العمرانیؒ (**م ۵۵۸ھ**)،امام ماوردیؒ(**م ۴۵۰ھ**)،اور امام ابو بکر الجصاصؒ(**م ۳۷۰ھ**)[53]وغیرہ کہی ہے۔ (**بحر المذہب للرویانی ج:١ص:٩٣،البیان للعمرانی ج:١ص:١٢٥،الحاوی الکبیر ج:١ص:١١٥،شرح مختصر الطحاوی للجصاص ج:١ص:٣١٧**) معلوم ہوا کہ کلام پاک میں پورے سر کا نہیں ،"بائے تبعیض " آنے کی وجہ سے سر کا بعض حصہ مراد ہے۔لیکن چونکہ بعض سے مراد کتنا حصہ ہے ،یہ ذکر قرآن میں نہیں ،اس لئے فقہائے کرام نے اس آیت کو سر کے مسح کی فرض مقدار کے تعلق سے مجمل قرار دیا ہے۔

دوم داؤد ارشد صاحب نے فقہاء احناف سے تعصب میں آکر یہ تو لکھ دیا کہ انہوں نے قرآنی آیت کے ساتھ ظلم کیا ہے۔اور سر کے مسح میں صرف پیشانی برابر حصے کو فرض قرار دے کر قرآنی آیت کا مذاق بھی اڑایا ہے۔لیکن یہی بات دوسرے فقہاء ومحدثین نے بھی فرمائی ہے،

مثلاً:

امام عبداللہ بن موسی بن قتیبہؒ(**م ٢٧٦ھ**) کہتے ہیں کہ "**المسح بالناصیۃ فرض فی الکتاب**"پیشانی پر مسح کرنا قرآن میں فرض (قرار دیا گیا)ہے۔(**تاویل مختلف الاحادیث رقم الحدیث :٣٨٢**)حافظ ابن رجبؒ(**م ٧٩٥ھ**) کہتے ہیں کہ'**قلناالفرض منہ قدر الناصیۃ**'،ہم کہتے ہیں کہ سر کے مسح میں فرض پیشانی کی مقدار ہے (**قواعد لابن رجب ص: ٥**) امام ابن بطالؒ(**م ۴۴۹ھ**) ،اور امام رویانیؒ(**م ۵۰۲ھ**) نے بھی سر کے مسح میں پیشانی کی مقدار کو فرض قرار دیا ہے۔(**شرح ابن بطال ج:١ص:٢٨٣،بحر المذہب ج:١ص: ٩٧**)

---

[53] یادرہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک امام ابو بکر جصاص الرازیؒ(**م ۳۷۰ھ**) مجتہد ہیں نہ کہ مقلد ہیں۔(دیکھئے:حرفے چند)

لہذا سوال یہ ہے کہ ابو صہیب صاحب اور اہل حدیث حضرات بتائیں کہ یہ تمام فقہاء و محدثین قرآنی حکم کا مذاق اڑانے والے اور ظلم کرنے والے ہوگئے ؟ اللہ تعالی حق بات کو سمجھنے اور اس کو قبول کرنے کی توفیق عطافرمائے !آمین

جرابوں پر مسح کا مسئلہ

مولانا نذیر الدین قاسمی

احناف کہتے ہیں کہ جرابوں پر مسح چند شرائط کے ساتھ جائز ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔لیکن غیر مقلدین سلف صالحین ، فقہاء اور محدثین کی مقرر کی ہوئی شرائط کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ موجودہ دور کی باریک اور کپڑے کی جرابیں(socks) پر بھی مسح جائز ہے۔اور اپنی بات کو ثابت کرنے لئے انہوں نے چند دلائل پیش کئے ہیں جس کے جوابات ملاحظہ فرمائیں :

جرابوں پر مسح کی احادیث کا جواب :

پہلی دلیل :

موجودہ دور میں موجود جرابیں (socks) پر مسح کو ثابت کرنے کے لئے غیر مقلد عالم زبیر علی زئی صاحب نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کو پیش کیا ہے۔**(ہدایۃ المسلمین ص:۱۷)** اسی طرح شیخ عبد الرحمن عزیز نے بھی یہی روایت پیش کی ہے۔**(صحیح نماز نبوی ص:۵۰)** نیز شفیق الرحمن صاحب نے بھی اسی روایت کو ذکر کیا ہے۔ **(نماز نبوی ص :۵۹،** مطبوعہ دارالبلاغ)

الجواب :

امام ابوداؤدؒ **(م ۲۷۵؁ھ)** فرماتے ہیں کہ :

حدثنا أحمد بن محمد بن حنبل، حدثنا یحی بن سعید، عن ثور، راشد بن سعد، عن ثوبان قال: بعث رسول اللہ ﷺ سریة۔۔۔۔۔۔أمرھم أن یمسحوا علی العصائب و التساخین۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجاہدین کی ایک جماعت بھیجی۔۔۔۔۔۔انہیں پگڑیوں اور 'التساخین' پر مسح کرنے کا حکم دیا ۔**(سنن ابی داؤد رقم الحدیث :۱۴۶)** اور اس کی سند کو زبیر علی زئی نے صحیح کہا ہے۔

الجواب نمبر۱ :

اس روایت سے استدلال صحیح نہیں ہے ،کیونکہ اس کی سند میں انقطاع ہے۔غیر مقلدین کے عبدالرحمن مبارکپوری صاحب اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ : یہ حدیث استدلال کے لائق نہیں ہے۔کیونکہ یہ منقطع ہے اس لئے کہ راشد بن سعدؒ نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا۔ امام ابن ابی حاتمؒ نے کتاب المراسیل ص:۲۲پر لکھا ہے کہ : امام احمد بن حنبلؒ نے کہا ہے کہ راشد بن سعد نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا ،اور حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب میں لکھا ہے کہ :امام ابو حاتمؒ(م ۲۷۷ھ)اور امام حربیؒ(م ۲۸۵ھ) کہتے ہیں کہ راشد نے ثوبانؓ سے کچھ نہیں سنا۔ **(تحفۃ الاحوذی ج:اص: ۲۸۷،المراسیل لابن ابی حاتم ص: ۵۹،تہذیب التہذیب ج:۳ص: ۲۲۶)**

نیز امام ابن حجر عسقلانیؒ(م ۸۵۲ھ)نے اس سند کو منقطع قرار دیا ہے اور کہتے ہیں کہ امام بیہقیؒ(م ۴۵۸ھ) نے بھی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔اور امام بخاریؒ(م ۲۵٦ھ) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔**(درایہ ج :اص: ۷۲)** تو پھر یہ روایت کیسے صحیح ہو سکتی ہے ؟ [54]

---

[54] **اعتراض :** زبیر علی زئی صاحب نے ہدایۃ المسلمین ص: ۱۷ پر لکھا ہے کہ اس(ثوبانؓ کی) روایت پر امام احمدؒ کی جرح کے جواب کے لئے نصب الرایہ دیکھئے۔

الجواب : امام حافظ زیلعیؒ(۷٦۲ھ) کے الفاظ یہ ہیں :

وقال احمد: لا ینبغی ان یکون راشد سمع من ثوبان، لانہ مات قدیماً وفی ھذا القول نظر، فانھم قالوا: ان راشداً شھد مع معاویۃ صفین، وثوبان مات سنۃ اربع وخمسین، ومات راشد سنۃ ثمان ومأۃ۔(نصب الرایہ ج:اص:۱٦۵)

اول تو اس عبارت میں لفظ **"قالوا"** ہے ،اور علی زئی صاحب کے اصول کے مطابق **"قالو ا"** کا فاعل معلوم نہیں ہے۔چنانچہ علی زئی صاحب اپنی کتاب **(مقالات ج:اص: ۴۵۳)** پر اپنے من پسند راوی پر ایک جرح **'قالوا: کان یضع الحدیث'** کو مردود قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ : قالوا کا فاعل نامعلوم اور مجہول ہے۔ تو پھر اس عبارت سے علی زئی کا استدلال کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔

دوم اس عبارت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حافظ زیلعیؒ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ راشد نے ثوبانؓ کا زمانہ پایا ہے۔لیکن زئی صاحب کے نزدیک زمانہ پانا یا اپنے استاد کو دیکھ لینا اور چیز ہے اور ان سے روایت سننا اور چیز ہے۔چنانچہ زئی صاحب نے حسن البصریؒ کا حضرت علیؓ سے عدم سماع ثابت کرنے کے لئے ائمہ محدثین کے اقوال کو دلیل میں پیش کیا ہے ،جس میں

الجواب نمبر ۲ :

اس حدیث میں تساخین کے الفاظ موجود ہے:جس کے صحیح معنی موزے ہیں ،جس کو عربی میں 'خفاف' کہتے ہیں۔ اور یہی مطلب بے شمار محدثین وعلماء نے بیان کیا ہے ،جو کہ درج ذیل ہے :

(۱) امام خلیل بن احمد الفراہیدیؒ(**م ۱۷۰ھ**)۔(**کتاب العین ج:۶ص: ۲۸۰**)

(۲) امام قاسم بن سلامؒ(**م ۲۲۴ھ**)۔(**غرائب الحدیث للقاسم ص:۱۸۷**)

(۳) امام احمد بن حنبلؒ(**م ۲۴۱ھ**)۔ (**مسائل احمد بروایت عبداللہ :ص:۳۵**)

ائمہ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ حضرت حسن البصریؒ نے حضرت علیؓ کو دیکھا ہے لیکن کوئی روایت بھی ان سے نہیں سنی ہے ۔،اس سے ثابت ہوا کہ علی زئی صاحب یہ بات مانتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ نے حضرت علیؓ کو دیکھا ہے۔پھر علی زئی صاحب نے حسنؒ کی تاریخ ولادت ۲۱ یا ۲۲ہجری۔لکھ کر یہ بھی تسلیم کرچکے ہیں کہ حسن بصریؒ نے بھی حضرت علیؓ (م۴۰ھ)کا زمانہ پایا ہے۔(**فتاوی علمیہ ج: ۲ص:۵۱۵،۵۱۰**) لیکن ان سب کے باوجود ان کے نزدیک حضرت حسن بصریؒ کی حضرت علیؓ سے روایت منقطع ہے۔مگر چونکہ یہاں پر اپنے مسلک کی تائید میں یہ ابو موسی کی روایت تھی۔اس لئے علی زئی صاحب نے خوشی خوشی یہاں پر اپنے اصول کو بھلا دیا ار دوغلی پالیسی کے ساتھ بیچاری عوام کو بھی دھوکہ دیا۔(اللہ انہیں معاف فرمائے۔۔۔آمین)

سوم تعجب ہے کہ زبیر علی کے نزدیک امام زیلعیؒ(**م ۷۶۲ھ**) کب سے حجت ہوگئے ؟امام محمد بن حسن الشیبانیؒ (**م ۱۸۹ھ**) کی توثیق جب امام دار قطنیؒ کے حوالے سے انکے سامنے آئی کہ امام دارقطنیؒ(**م ۳۸۵ھ**)نے اپنی کتاب غرائب مالک میں امام محمدؒ کو ثقہ کہا ہے ،جیسا کہ حافظ زیلعیؒ نے نصب الرایہ میں نقل کیا ہے ،تو موصوف جواب میں کہتے ہیں کہ یہ حوالہ مردود ہے۔اور ایک وجہ بتلاتے ہیں کہ "اصل کتاب غرائب مالک موجود نہیں تاکہ زیلعی کے دعوے کی تصدیق کی جاسکے۔'' (**مقالات ج:۲ص:۳۵۵**) لیکن یہاں پر چونکہ شاید علی زئی صاحب کے مسلک کی تائید میں کچھ بات تھی۔اس لئے انہوں نے امام زیلعیؒ کو قبول کرلیا ،آخر یہ دوغلی پالیسی کب تک چلے گی ؟الغرض زبیر علی زئی کا امام زیلعی کے حوالے سے استدلال خود ان کے اصول سے مردود ہے۔

(۴) امام ابو اسحٰق الحربیؒ (م۲۸۵ھ)۔(غرائب الحدیث ص: ۱۰۳۴)

(۵) امام ابن قتیبہؒ (م۲۷۶ھ)۔(المعانی الکبیر ص: ۴۸۰)

(۶) امام خطابیؒ (م۳۸۸ھ)۔(غریب الحدیث ج:۲ص: ۶۱)

(۷) علامہ ابن عبادؒ (م۳۸۵ھ)۔(المحیط فی اللغۃ ج: ۳ص: ۷۷۸)

(۸) علامہ ابن الفارسؒ (۳۹۵ھ)۔(مقائیس اللغۃج:۳ص:۱۴۶)

(۹) علامہ ابن دریدؒ (م۳۲۱ھ)۔(جمرۃ اللغہ ص:۶۰۰)

(۱۰) امام ابو منصور الازہریؒ (م۳۷۰ھ)۔(تہذیب اللغۃ ج: ۷ص:۱۷۸)

(۱۱) علامہ ابن سیدہؒ (م۴۵۸ھ)۔(المحکم والمحیط الاعظم ج:۵ص:۸۱)

(۱۲) امام سرخسیؒ (م۴۸۳ھ)۔(المبسوط:ج:۱ص:۱۰۱)

(۱۳) امام ماوردیؒ (م۴۵۰ھ)۔(الحاوی فی الفقہ الشافعی ج:۱ص:۳۵۶)

(۱۴) امام ابن حزمؒ (م۴۵۶ھ)۔(المحلی ج:۱ص: ۳۱۷)

(۱۵) علامہ زمخشریؒ (م۵۳۸ھ)۔(الفائق فی غرائب الحدیث ج:۲ص:۲۶۶)

(۱۶) امام نسفیؒ (م۵۳۷ھ)۔(طلبۃالطلبہ ص:۹)

(۱۷) امام ابن الاثیر الجزریؒ (م۶۰۶ھ)۔(النہایہ فی غریب الحدیث ج:۱ص: ۲۱۳)

(۱۸) امام برہان الدین خوارزمیؒ (م۶۱۶ھ)۔(المغرب ص: ۲۲۱)

(۱۹) امام نوویؒ (م۶۷۶ھ)۔(المجموع ج:۱ص:۴۰۸)

(۲۰) امام زین الدین محمد بن ابی بکر الرازیؒ (م۶۶۶ھ)۔(مختار الصحاح ص:۱۲۳)

(۲۱) امام ابن منظور الافریقیؒ(م ۷۱۱ھ)۔**(لسان العرب ج:۱۳ص:۲۰۷)**

(۲۲) امام ابن تیمیہؒ(م ۷۲۸ھ)۔**(مجموع الفتاوی ج:۲۱ص:۱۷۳)**

(۲۳) امام ابن القیمؒ(م ۷۵۱ھ)۔**(احکام اہل الذمہ ص:۱۲۷۱)**

(۲۴) علامہ ابوالعباس الحمویؒ (م ۷۷۰ھ)۔**(المصباح المنیر ص:۱۰۳)**

(۲۵) امام زیلعیؒ(م ۷۶۲ھ)۔**(نصب الرایہ ج:۱ص:۱۶۵)**

(۲۶) علامہ فیروزآبادیؒ(م ۸۱۷ھ)۔**(قاموس المحیط ص:۱۲۰۵)**

(۲۷) امام عینیؒ (م ۸۵۵ھ)۔**(شرح ابوداؤد للعینی ج:۱ص:۳۴۵)**

(۲۸) امام ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ)۔**(بلوغ المرام ص:۲۱)**

(۲۹) حافظ مرتضی زبیدیؒ(م ۱۲۰۵ھ)۔**(تاج العروس ج:۳۵ص :۱۷۷)**

(۳۰) قاضی شوکانیؒ(م ۱۲۵۰ھ)۔**(نیل الاوطار ج:۲ص:۱۲۱،۱۲۲)**

(۳۱) امام ابو بکر الاثرمؒ(م ۲۷۳ھ)۔**(سنن اثرم حدیث نمبر ۱۵)**

ان بیشمار سلف ،محدثین وعلماء کا رد کرتے ہوئے ،نام نہاد سلفی ،غیر مقلدین تساخین کا معنی جراب کرتے ہیں۔
چنانچہ غیر مقلد عالم شیخ عبدالرحمن عزیز صاحب نے تساخین کا معنی جراب کیاہے۔**(صحیح نماز نبوی ص:۵۰)**،شفیق الرحمن نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔**(نماز نبوی ۔ص: ۵۶)** زبیر علی زئی نے تساخین کا معنی پاؤں کو گرم کرنے والی اشیاء 'موزہ اور جراب کیا ہے۔**(ہدیۃ المسلمین ص:۱۷)**

حالانکہ خود اہل حدیث محدث عبدالرحمن مبارک پوری صاحب لکھتے ہیں کہ **"ان التساخین قدفسرھا اھل اللغۃ بالخفاف"** بے شک اہل لغت نے تساخین کی تفسیر موزوں سے کی ہے۔پھر ائمہ لغت کا حوالہ دینے کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ **"فلماثبت ان التساخین عنداھل اللغۃ والغریب ھی الخفاف فالاستدلال بھذاالحدیث علی جواز المسح علی الجوربین مطلقاًثخینین کاناا ورقیقین غیر صحیح"** پس جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ائمہ لغت کے نزدیک تساخین موزے

کو کہتے ہیں تو اس حدیث کو مطلقاً جراب پر چاہے ثخین ہوں یا رقیق ، مسح کی دلیل بنانا صحیح نہیں ہے۔**(تحفۃ الاحوذی ج:۱ص:۲۸۷)** لہذا جب تساخین سے جراب مراد ہی نہیں ہے ،تو غیر مقلدین کا اس روایت سے استدلال کرنا ہی باطل ومردود ہے۔

دوسری دلیل :

مولانا صادق سیالکوٹی صاحب ؒشیخ عبدالرحمن عزیز ،یحیٰی العارفی وغیرہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کی ہے۔ **(صلاۃ الرسول مع القول المقبول :ص:۲۰۶، صحیح نماز نبوی :ص:۵۰،تحفہ احناف ج:۳ص:۶۱)** جو کہ مع سند یہ ہیں:

امام بیہقیؒ(م۴۵۸ھ) کہتے ہیں کہ

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، أنبأنا أبو الوليد الفقيه، ثنا جعفر بن أحمد الشاماتي، ثنا محمد بن رافع، ثنا المعلى بن منصور، ثنا عيسيبن يونس، عن أبي سنان عيسى بن سنان عن الضحاك بن عبد الرحمن، عن ابی موسی قال: رأيت رسول الله ﷺ يمسح على الجوربين والنعلين حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ جرابوں اور جوتیوں پر مسح کرتے ہیں۔ **(سنن کبریٰ للبیہقی: ص۴۲۶،۴۲۷ج۱)**

الجواب نمبر۱ :

ضحاک بن عبدالرحمنؒ کا سماع ابو موسیٰ اشعریؓ سے ثابت نہیں ہے۔چنانچہ

(۱) امام ابو داؤدؒ **(م۲۷۵ھ)** فرماتے ہیں کہ اس (ابو موسیؓ کی) حدیث کی سند نہ متصل ہے اور نہ قوی ہے۔**(سنن ابی داؤد: رقم الحدیث:۱۵۹)**

(۲) امام بیہقیؒ **(م۴۵۸ھ)** فرماتے ہیں کہ ضحاک بن عبدالرحمنؒ کا ابو موسیٰ اشعریؓ سے سماع ثابت نہیں۔**(سنن کبریٰ ج:۱ص۴۲۷)**

(۳) غیر مقلدین عالم شمس الحق عظیم آبادی لکھتے ہیں کہ :

”المتصل ما سلم اسناده من سقوط في أوله أو آخره أو وسطه بحيث يكون كل من رجاله سمع ذلك المروي من شيخه (ولا بالقوی) أي الحديث مع كونه غير متصل ليس بقوي من جهة ضعف راويه وهو ابو سنان عيسى بن سنان“ متصل وہ حدیث

ہے جس کی سند کا اول، آخر اور درمیان سکوتِ راوی سے سالم ہو یعنی سند کے ہر راوی نے اس حدیث کو اپنے شیخ سے سنا ہو اور اس (ابو سنانؒ کی) حدیث کے غیر قوی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث منقطع ہونے کے علاوہ ضعیف راوی کی وجہ سے قوی بھی نہیں، اور وہ ضعیف راوی عیسیٰ بن سنان ہیں۔**(عون المعبود:ج ا ص۱۸۸)**

(۴) قاضی شوکانی ؒبھی لکھتے ہیں کہ :

"هذا الحديث عن ابی موسی الاشعری و ليس بالمتصل و لا بالقوی، و لكنه اخرجه عنه ابن ماجة و انما قال أبو داؤد: انه ليس بالمتصل؛ لانه رواه الضحاک بن عبد الرحمن عن ابی موسی، قال البيهقی: لم يثبت سماعه من ابی موسی و انما قال: ليس بالقوی؛ لان فی اسناده عيسی بن سنان ضعيف لا يحتج به، و قد ضعفه يحی بن معين"

یہ حدیث ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور نہ متصل ہے نہ قوی ہے ،لیکن ابن ماجہ نے اسکی تخریج کی ہے اور اس کے بارے میں ابوداؤد نے کہا ہے کہ یہ روایت متصل نہیں ہے ،اس لئے کہ اسے ضحاک بن عبد الرحمن نے ابو موسی اشعریؓ سے روایت کیا ہے،(اور) امام بیہقی ؒنے فرمایا کہ ضحاک کا سماع ابو موسی اشعریؓ سے ثابت نہیں ہے ،اور کہتے ہیں کہ یہ روایت قوی نہیں ہے ،اس لئے کہ ان کی سند میں عیسی بن سنان ہیں جو کہ ضعیف ہیں ،ان سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔اور انہیں یحییٰ بن معین نے ضعیف قرار دیا ہے۔**(نیل الاوطار ج:ا ص:۱۷۱،۱۷۲)**

(۵) حافظ ابو زرعہ ابن العراقی ؒ**(م۸۲۶ھ)** نے بھی الضحاک بن عبد الرحمن بن عزرب عن ابی موسی الاشعری کی سند کو مراسیل میں شمار کیا ہے۔**(تحفۃ المراسیل ص:۱۵۴)** جب یہ حدیث منقطع ہے ،تو پھر یہ غیر مقلدین کے نزدیک کیسے حجت ہو سکتی ہے ؟[55]

---

[55]اعتراض : عبد الرؤف سندھی صاحب اس انقطاع کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابن ترکمانیؒ نے الجوہر النقی میں اس علت کا جواب دیا ہے۔**(القول المقبول ص: ۲۰۷)**

الجواب : امام ابن ترکمانی ؒ**(م۷۵۰ھ)** کے الفاظ یہ ہیں :

" قلت هذا ايضا كما تقدم انه على مذهب من يشترط للاتصال ثبوت السماع ثم هو معارض بما ذكره عبد الغنی فانه قال فی الكمال سمع ضحاک عن ابی موسی"۔**(الجوہر النقی ج:ا ص:۲۸۴)**

الجواب نمبر۲:

اس روایت کی سند میں ایک راوی ہیں عیسی بن سنان ؒ،جو کہ غیر مقلدین کے نزدیک ضعیف ہیں ،جیسا کہ قاضی شوکانی اور عظیم آبادی کے حوالے گزر چکے۔ان پر اور بھی علماء نے کلام کیا ہے۔

مثلاً:

(۱) امام احمد بن حنبل ؒ(**م ۲۴۱ھ**)نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(۲) امام ابن معین ؒ(**م ۲۳۳ھ**) فرماتے ہیں کہ سنان ضعیف ہیں۔

(۳) امام ابو حاتم ؒ(**م ۲۷۷ھ**)فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میں قوی نہیں ہیں۔

(۴) امام ابو زرعہ ؒ(**م ۲۶۴ھ**)اور

(۵) امام یعقوب بن سفیان ؒ(**م ۲۶۲ھ**)فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میں کمزور ہیں۔

(۶) امام نسائی ؒ(**م ۳۰۳ھ**)فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف ہیں۔

(۷) امام ذہبی ؒ(**م ۷۴۸ھ**)

غور فرمایئے !ابن ترکمانی ؒنے عبدالغنی ؒ(**م ۶۰۰ھ**)کا حوالہ دیا ہے کہ ضحاک کا ابو موسی اشعری ؓسے سماع ہے ،جبکہ امام ابو داوٗد ؒ(**م ۲۷۵ھ**)اور امام بیہقی ؒ(**م ۴۵۸ھ**)کے نزدیک ان کا ابوموسی اشعری ؓسے سماع ثابت نہیں ہے ،اور غیر مقلدین کا اصول ہے کہ متقدمین کے مقابلے میں متأخرین کی بات قابل قبول نہیں ہے۔

چنانچہ زبیر علی زئی کہتے ہیں کہ متقدمین کے مقابلے میں متأخرین کی بات کب قابل مسموع ہوسکتی ہے۔ **(نورالعینین ص:۱۳۷)**اسی طرح اہل حدیث محقق ابو خرم شہزاد صاحب کہتے ہیں کہ :اصل فیصلہ پھر بھی متقدمین محدثین کا ہی ہے ،متأخرین تو ناقلین ہیں۔**(کتاب الضعفاء والمتروکین ص: ۹۱)** لہذا خود اہل حدیثوں کے اصول کی روشنی میں یہ ابن ترکمانی کا حوالہ مردود ہے۔

(۸) امام ساجیؒ (م ۳۰۷ھ)

(۹) امام عقیلیؒ (م ۳۲۲ھ)

(۱۰) امام ابن شاہینؒ (م ۳۸۵ھ) نے اس راوی کو ضعفاء میں شمار کیا ہے۔

(۱۱) امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف الحدیث ہیں۔

(۱۲)امام بیہقیؒ (۴۵۸ھ) بھی انہیں ضعیف لا یحتج بہ کہتے ہیں۔(**المغنی فی الضعفاء رقم :۴۸۰۰،تاریخ اسماء الضعفاء والکاذبین رقم :۴۶۵،تہذیب الکمال ج:۲۲ص:۶۰۸،تہذیب التہذیب ج:۸ص:۲۱۱،۲۱۲،سنن کبری للبیہقی رقم الحدیث :۱۳۵۱**) لہذا یہ راوی جب اہل حدیثوں کے نزدیک ضعیف ہے ،تو پھر اس کی حدیث صحیح کیسے ہوسکتی ہے ؟

الجواب نمبر۳:

عیسی بن سنانؒ کو امام ابو زرعہؒ نے مختلط اور ضعیف الحدیث قرار دیا ہے۔(کتاب الضعفاء لابی زرعہ الرازی فی اجوبتہ عن أسئلۃ البرذعی ج:۲ص: ۳۸۲) لہذا غیر مقلدین کے ذمے ہے کہ کہ وہ ثابت کریں کہ ان کے شاگرد عیسی بن یونسؒ (م ۱۹۱ھ) نے ان سے اختلاط سے پہلے یہ روایت لی ہے۔ورنہ اس حدیث سے غیر مقلدین کا استدلال مردود ہے۔

تیسری دلیل :

مولانا صادق سیالکوٹی صاحبؒ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی بھی ایک حدیث نقل کی ہے۔(**القول المقبول ص:۲۰۵**)

الجواب :

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند یوں ہے :

امام طبرانیؒ (م ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں کہ :

حدثنا ابراهیم بن احمد بن عمر الوکیعی، حدثنی ابی، ثنا ابن فضیل، عن یزید بن ابی زیاد، عن ابن ابی لیلی، عن کعب بن عجرۃ، عن بلال رضی اللہ عنہ قال: کان رسول اللہ ﷺ یمسح علی الخفین و الجوربین۔(معجم الکبیر للطبرانی ج:۱ص:۳۵۰)

غور فرمایئے ! اس کی سند میں یزیدبن ابی زیادؒ (**م ۱۳۷ھ**) موجود ہیں ،جو کہ خود غیر مقلدین کے نزدیک ضعیف راوی ہیں۔(**نور العینین ص:۱۴۵،کتاب الشفاء للمقبل ص:۹۵،ارواء الغلیل ج:۳ص:۳۹۳،تفسیر ابن کثیر بتحقیق حوینی ج:۱ص:۲۹۰**) خود عبدالرؤف سندھو غیر مقلد نے (حاشیہ میں)اس کی سند کو ضعیف کہاہے۔(**القول المقبول ص:۲۰۵**)

چوتھی دلیل :

مولانا صادق سیالکوٹی صاحبؒ،صلاح الدین یوسف صاحب،شیخ عبدالرحمن عزیز ،یحیی العارفی وغیرہ نے مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت پیش کی ہے۔(**صلاۃ الرسول مع القول المقبول :ص:۳۰۶،مسنون نماز ص:۳۳، صحیح نماز نبوی ص:۵۰،تحفہ احناف ج:۳ص:۶۱**)

الجواب :

اس روایت کی سند اس طرح ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ : **"حدثنا وکیع،حدثنا سفیان،عن قیس،عن ھذیل بن شرحبیل،عن المغیرۃ بن شعبۃ ان رسول اللہ ﷺ توضأ ومسح علی الجوربین والنعلین"** حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا۔(**مسندِ احمد:ج:۱: ص۱۴۴**)

الجواب نمبر۱ :

یہ حدیث ائمہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے اور اس کے ضعیف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مغیرہؓ سے ایک جماعت نے اس حدیث کو روایت کیا ہے سوائے ابو قیسؒ کے کسی نے بھی جرابوں کا اضافہ نہیں کیا۔(اس کی تفصیل جواب نمبر ۲ کی تحت آرہی ہے۔)

اور یہی وجہ کی اکثر محدثین نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔مثلاً

(۱) امام سفیان ثوریؒ (**م ۱۶۱ھ**)

(۲) امام عبداللہ ابن المبارکؒ (**۱۸۱ھ**)

(۳) امام عبد الرحمن بن مہدیؒ (**م ۱۹۸ھ**)

(۴) امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ)

(۵) امام علی بن مہدیؒ (۲۳۵ھ)

(۶) امام یحیٰ بن معینؒ (۲۳۳ھ)

(۷) امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ)

(۸) امام ابو داوٗدؒ (م ۲۷۵ھ)

(۹) امام نسائیؒ (م ۳۰۳ھ)

(۱۰) امام عقیلیؒ (م ۳۲۲ھ)

(۱۱) امام دار قطنیؒ (م ۳۸۵ھ)

(۱۲) امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ)

(۱۳) امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ)

(۱۴) امام مغلطائیؒ (۶۲ھ)

(۱۵) امام بن القیمؒ (۷۵۱ھ)۔ **(سنن کبریٰ للبیہقی: ج ۱ص ۴۲۵/۴۲۶، التمیز للمسلم: ج ۱ص ۲۰۳/۲۰۴، سنن کبریٰ للنسائی: ج ۱ص ۱۲۴، شرح بن ماجہ للمغلطائی: ج ۱ص ۶۶۱/۶۶۲، اعلال للدار قطنی: ج ۷ص ۱۱۲، معرفۃ السنن والاثار للبیہقی: ج ۲ص ۱۲۲، المجموع للنووی: ج ۱ص ۵۰۰، تہذیب سنن ابی داوٗد لابن القیم: ج ۱ص ۲۷۳)**

لہٰذا جب اتنے بڑے بڑے فقہاء و محدثین نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے تو پھر اس کے ضعیف ہونے پر کوئی شک رکھ سکتا ہے۔

الجواب نمبر ۲ :

حضرت مغیرہؓ سے ایک جماعت نے اس روایت کو نقل کیا ہے ، لیکن سوائے ہذیل بن شرحبیلؒ کے کسی نے جرابوں کے لفظ کا ذکر نہیں کیا۔ درج ذیل حضرات نے حضرت مغیرہؓ سے یہی روایت نقل کی ہے ، لیکن جرابوں کا لفظ نہیں نقل کیا ہے:

(۱) عروۃ ابن مغیرہ

(۲) حمزہ بن مغیرہ

(۳) عمرو بن وہابؒ

(۴) الاسود بن ہلالؒ

(۵) عبدالرحمن بن ابی نعیم

(۶) حسن البصریؒ

(۷) ابوبردہؒ

(۸) مسروقؒ

(۹) ورّادؒ

(۱۰) شقیق بن سلمہؒ

(۱۱) اسود بن یزیدؒ

(۱۲) ابو امامہؒ

(۱۳) ابو سلمہؒ

(۱۴) زبیر بن حیؒ

(۱۵) عبداللہ بن بریدہؒ

(۱۶) سالم بن ابی الجعدؒ

(۱۷) ابو سفیانؒ

(۱۸) علی بن ربیعؒ

(۱۹) بشر بن قحیفؒ

(۲۰) الشعبیؒ

(۲۱) سعد بن عبیدہؒ

(۲۲) قبیصہ بن برمہؒ

(۲۳) زیادؒ

(۲۴) فضالہ بن عمروؒ

(۲۵) زرارہ بن اوفیؒ

(۲۶) ابو سائب

(۲۷) ابو ادریس الخولانیؒ

(۲۸) عروہ بن زبیرؒ

(۲۹) ابراہیم ابن ابی موسیٰؒ

(۳۰) بکر بن عبداللہؒ

(۳۱) ابو ضحی المسلمؒ

(۳۲) مکحولؒ

(۳۳) عبادہ بن زیادؒ

(۳۴) قتیبہؒ

یہ ۳۴؍شاگردوں کے خلاف میں صرف ایک شاگرد ہذیل بن شرحبیلؒ جرابوں کے الفاظ نقل کرتے ہیں، جب کہ یہ ۳۴؍شاگرد جرابوں کے الفاظ نقل نہیں کرتے۔ مزید یہ کہ ۳۴؍شاگردوں سے ۹۵؍سندیں موجود ہیں، لیکن کسی میں بھی جرابوں کے لفظ موجود نہیں، سوائے یہی ہذیل بن شرحبیلؒ کی روایت میں جن سے قیسؒ نے روایت کیا ہے۔

دیکھئے **(صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داوٗد، سنن نسائی، سنن دارقطنی، المعجم الکبیر، معجم الاوسط، سنن کبریٰ للبیہقی، مسند شامئین ،مسند احمد ،مصنف ابن ابی شیبہ ،اتحاف الخیارہ ،امانی المحاملی ،مستدرک الحاکم ،مسند عبد بن حمید ،اخبار اصبہان ،مسند ابی حنیفہ ،جزء احادیث ابن حبان)**

الغرض اس روایت سے استدلال درست نہیں ہے اور یہ ضعیف ومنکر ہے ،جیسا کہ بیشمار محدثین وفقہاء نے کہا ہے۔[56]

---

[56] **اعتراض:**

عبدالروٗف سندھی صاحب کہتے ہیں کہ ایک راوی نے اس حدیث کو مغیرہ سے روایت کرتے ہوئے تینوں چیزوں (موزے، پگڑی اور جرابوں) پر مسح کا ذکر کیا ہے، یہ راوی عمرو بن وہبؒ ہیں، اس کی سند سے اس حدیث کو ابو شیخ نے **"طبقات"** (ج۴/ص۲۶۴) میں روایت کیا ہے، ابو شیخ نے اس کو طیالسی کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ "مسند طیالسی" میں بھی ہے، مگر اس میں جرابوں کا ذکر نہیں، ابو بکر اسماعیلؒ نے "معجم" (ج۲ص۷۰۴) میں اس حدیث کو فضالہ بن عمرو زہرانیؒ کی سند سے بھی مغیرہ سے روایت کیا ہے ، اور اس کی سند میں بھی جرابوں پر مسح کا ذکر ہے، اس میں جرابوں کے ساتھ جوتے پر مسح کا ذکر بھی ہے، مگر مجھے اس سند کا حال معلوم نہیں۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ یہ حدیث مغیرہ صحیح حدیث ہے۔**(القول المقبول: ص۲۰۷)**

الجواب :

جہاں تک "**طبقات المحدثین للامام ابی شیخ**" کی روایت کی بات ہے ، تو اس کی سند اس طرح ہے:

الجواب نمبر۳:

اس روایت میں امام سفیان ثوریؒ مدلس ہیں ،اور مدلس کی عن والی روایت غیر مقلدین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے۔ (نورالعینین ص:۳۸)،لہذا اس روایت سے استدلال باطل ہے۔

غیر مقلدین کی طرف سے ایک وضاحت اور اس کا جائزہ:

حدثنا احمد بن محمد، قال: ثنا اسماعیل بن یزید، قال: ثنا ابو داؤد، قال: ثنا سعید بن عبد الرحمن، عن ابن سیرین، عن عمرو بن وهب، عن المغیرة بن شعبة، قال: رایت رسول اللهﷺ یمسح علی العمامة، و الجوربین، و الخفین)۔(طبقات المحدثین: ج۴ص۱۳)

اس روایت کے تمام رُواۃ ثقہ ہیں، مگر اسماعیل بن یزیدؒ آخری عمر میں کچھ حدیثیں بیان کرنے میں مختلط ہوگئے تھے، جیسے کہ امام ابو نعیمؒ، اور امام ابو شیخؒ نے وضاحت کی ہے۔(**تاریخ اصفہان: ج۱ص۲۵۲، طبقات المحدثین: ج۲ص۲۷۰**) اور اس کی صراحت بالکل بھی نہیں ہے کہ احمد بن محمد جن کا پورا نام احمد بن محمد بن سہل ابو عباسؒ (**م۳۰۶؁ھ**) ہے۔انہونے اسماعیل بن یزیدؒ سے اختلاط سے پہلے سنا تھا یا بعد میں، غالب گمان یہی ہے کہ احمد بن محمد ابو عباسؒ نے ان سے حالتِ اختلاط میں روایت کی ہے، کیونکہ یہی حدیث امام ابو داوٗد طیالسیؒ (**م۲۰۴؁ھ**) نے اپنی سنن میں روایت کی ہے، لیکن جرابوں کا لفظ نہیں، جس کا اقرار خود عبدالروٗف صاحب کر چکے ہیں۔لہٰذا اس روایت سے استدلال باطل ہے،

پھر معجم الشیوخ للامام ابوبکر الاسماعیلی کی سند یہ ہے:

حدثنا عبد الرحمن بن محمد بن الحسن بن مرداس الواسطی ابو بکر من حفظه املاء قال: سمعت أحمد بن سنان، یقول: سمعت عبد الرحمن بن مهدی، یقول: عندی عن المغیرة بن شعبة، ثلاثة عشر حدیثا فی السمح علی الخفین، فقال أحمد الدروقی: حدثنا یزید بن هارون، عن داؤد بن ابی هند، عن ابی العالیة عن فضالة بن عمرو الزهرزانی، عن المغیرة بن شعبة، ان النبیﷺ توضأ و مسح علی الجوربین و النعلین۔(معجم الشیوخ: ج۲ص۷۰۳)

اور اس میں فضالہ بن عمرو الزہرانیؒ مجہول ہیں، مجہول کی روایت غیر مقلدین کے نزدیک مردود ہوتی ہے، لہٰذا دونوں روایتوں سے روٗوف کا استدلال باطل ہے۔

موجودہ زمانے کے فرقہ اہل حدیث کے لوگ کہتے ہیں کہ جرابوں کی مرفوع حدیثوں میں اگرچہ کلام ہے، لیکن ابو موسیٰؓ، بلالؓ وغیرہ کی حدیثوں سے یہ مغیرہؓ کی حدیث کی تائید ہوتی ہے، جس کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہوجاتی ہے، چنانچہ غیر مقلد محقق عبدالرؤف سندھو صاحب لکھتے ہیں کہ حاصل کلام یہ ہے کہ حدیث مغیرہ صحیح ہے ، اور اس کی تائید میں اس کے بعد آنے والی ابو موسیٰؓ کی حدیث ہے، پھر اگے سندھو صاحب ابو موسیٰؓ کی حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ "اس کی سند شواہد کے بنا میں حسن درجہ کی ہے، مگر حدیثِ مغیرہ سے مل جانے سے صحیح حدیث ہے" اور پھر حضرت بلالؓ کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے، مگر اس کا متن شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔**(القول المقبول :ص۲۰۵/۲۰۶)**

الجواب:

تفصیل گزرچکی کہ جرابوں پر مسح کرنے کی ہر مرفوع حدیث میں کلام ہے ،لیکن ماشاء اللہ اگر غیر مقلدین واقعی اس اصول کو مانتے ہیں کہ ضعیف حدیث تعدد طرق کی بناء پر صحیح اور حسن ہوجاتی ہے ،تو سوال یہ ہے کہ ۱۵ شعبان کے مسئلے میں کیا غیر مقلدین یہ فتوی دیں گے کہ ۱۵شعبان یعنی شب برأت کی فضیلت والی حدیثیں بھی تعدد طرق کی بنا پر صحیح اور حسن ہیں ؟ لہذا اس کا انکار نہیں کرنا چاہیئے۔کیونکہ وہ حدیثیں بھی کئی صحابہ اور کئی الگ الگ طرق اور سندوں سے مروی ہے۔مثلاً معاذ بن جبلؓ،ابو ثعلبہؓ،عبداللہ بن عمر بن العاصؓ،ابوموسی اشعریؓ،ابوہریرہؓ،عوف بن مالکؓ،ابو بکر صدیقؓ ،اور عائشہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے ۱۵ شعبان کی فضیلت مروی ہے۔جس کا ذکر خود غیر مقلدین کے محدث البانی صاحب نے کیا ہے ،دیکھئے **(سلسلہ الاحادیث الصحیحہ ج:۳ص:۱۳۵)**

نوٹ:

البانی ؒ نے ۱۵شعبان کی حدیث کو صحیح بھی کہا ہے۔ امید ہے کہ یہاں پر غیر مقلدین اور عبدالرؤف اپنے دوغلے پن کا ثبوت نہیں دیں گے۔اور ۱۵ شعبان کی حدیث کو صحیح تسلیم کریں گے۔

اصل جواب :

اگر بالفرض مسح علی الجراب کی مرفوع حدیثوں کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے ،تو اس سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہو گا کہ آپ ﷺ نے جرابوں پر مسح فرمایا تھا اور جرابوں پر مسح جائز ہے ،جبکہ جرابوں پر مسح کا انکار ائمہ اربعہ بھی نہیں

کرتے۔لیکن غیر مقلدین موجودہ فرقہ اہل حدیث کے لوگ یہ فتوی دیتے ہیں کہ جب جرابوں پر مسح جائز ہے ،تو موجودہ دور میں جو اون(woollen) موزے (sock) ہیں ان پر بھی مسح جائز ہے۔**(فتاوی علماء حدیث ج:۱ص:۹۹،۱۰۰)**

حالانکہ جہاں پر سلف صالحین ،فقہاء ومحدثین نے مسح کو جائز قرار دیا ہے ،وہاں پر چند شرائط بھی مقرر فرمائی ہیں ،کہ اگر کسی جراب میں یہ شرطیں پائی جائیں تب ہی ان جرابوں پر مسح جائز ہو گا ،ورنہ نہیں۔

وہ شرائط یہ ہیں:

(۱) ان جرابوں میں لگاتار چلنا ممکن ہو ،(یعنی وہ جراب ایسی مضبوط ہوں کہ اس میں لگاتار چلنا ممکن ہو اور اس میں پھٹن وغیرہ پیدا نہ ہوتی ہو)۔

(۲) اتنی سخت اور موٹی ہو کہ بغیر باندھے ،بغیر سہارے (مثلاًلاسٹک[Elastic] وغیرہ)کے پاؤں پر کھڑی رہے۔

(۳) پانی کو جذب نہ کرے۔

(۴) اتنی موٹی ہو کہ اس سے نظر نہ گزرے ،(یعنی اتنی موٹی ہو کہ پاؤں کی ہیئت نظر نہ آئے۔

شرائط رکھنے کی وجہ :

یہ شرائط اس لئے رکھی گئی ہیں کیونکہ حضور ﷺ اور صحابہ کے زمانے میں جرابیں صرف چمڑے کی ہوتی تھیں، چنانچہ سنن کبری للبیہقی میں ایک روایت ہے کہ راشد بن نجیح ؒکہتے ہیں کہ ''**رأیت انس بن مالک دخل الخلاء وعلی جوربان أسفلهما جلود اأعلاهما خز فمسح علیهما**'' میں نے حضرت انسؓ کو دیکھا کہ وہ بیت الخلاء میں داخل ہوئے (بعد میں وضو کیا)اور انہوں نے جرابیں پہن رکھی تھی جن کے نیچے چمڑہ اور جن کے اوپر ریشم لگا ہوا تھا۔ان پر آپ نے مسح فرمایا۔ **(سنن کبری للبیہقی ج:۱ص:۴۲۸**،واسنادہ صحیح)[57] اور عہد نبوت میں باریک جرابوں کا وجود نہیں تھا۔[58]

---

[57] واضح رہے کہ سنن کبری للبیہقی کے مطبوعہ نسخے میں محمد بن عبید اللہ المنادیؒ**(م۲۷۲ھ)** کی جگہ محمد بن عبد اللہ المنادی لکھا ہے جو کہ کاتب کی غلطی ہے، جبکہ صحیح محمد بن عبید اللہ المنادی ہے،جو کہ یزید بن ہارونؒ کے شاگرد ہیں۔**(تہذیب الکمال،ج:۲۶،ص:۵۰)** لہذا قارئین سے گزارش ہے کہ اسکو نوٹ کرلیں۔

[58] رہی یہ بات کہ عہد نبوت میں باریک جرابوں کا وجود نہیں تھا اس کا ثبوت کیا ہے؟تو دلائل ملاحظہ فرمائیں:

حوالہ نمبر۱:

شرح زاد المستقنع ص۲۵۶ ج۲۴ میں لکھا ہے

"وھذا اصح قولی العلماء لکن یشترط فی الجوارب ان یکون ثخینا، و أما الرقیقان فالصحیح انہ لا یمسح علیہ وھو مذھب جماھیر العلماء والدلیل لمن قال بجواز المسح علیہ ھو القیاس علی الثخینین لانہ ما کان موجودا علی عھد النبی ﷺ فقیس علی الثخینین وھذا القیاس مع الفارق"

جوربین پر مسح کے جواز والا قول زیادہ صحیح ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جورب ثخین ہو۔ رہا رقیق تو اس پر مسح کرنا جائز نہیں جمہور علماء کا مذہب یہی ہے اور جو لوگ باریک جرابوں پر مسح کے جواز کے قائل ہیں وہ باریک جرابوں کو قیاس کرتے ہیں ثخین جرابوں پر۔ ان کو قیاس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ نبی پاک ﷺ کے زمانے میں باریک جراب موجود ہی نہ تھی لیکن یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔

حوالہ نمبر۲:

شرح زاد المستقنع للشنقیطی ص۲۵۶ ج۲۴ پر ہے:

"ولم تکن الجوارب کھذہ الجوارب الموجودۃ الآن الشفافۃ الرقیقۃ التی لو وضع الانسان اصبعہ لربما وجد حرارتہ علی بدنہ من رقتھا فھی حوائل ضعیفۃ جدا لا تنزل منزلۃ الحوائل الثخینۃ فی الجلد کما فی الخف ولا فی الجوارب"

عہد نبوت کی جرابیں موجودہ زمانے کی جرابوں کی طرح نہ تھیں موجودہ جرابیں اتنی باریک ہیں کہ ان سے پانی اور نظر گزر جاتی ہے اور اگر انسان اپنی انگلی پہنی ہوئی جراب پر رکھ دے تو جراب کے باریک ہونے کی وجہ سے بدن اسکی حرارت کو محسوس کرتا ہے۔ پس پانی کے قدموں تک پہنچنے میں باریک جرابیں انتہائی کمزور مانع ہیں ان کو ان موانع کا درجہ اور حکم نہیں دیا جاسکتا جو چمڑے کی طرح سخت اور ٹھوس ہیں یعنی موزے اور ثخین جرابیں۔

حوالہ نمبر۳:

شرح زاد المستقنع للشنقیطی ص۱۴ ج۱۰ پر ہے:

"الجوارب الخفیفۃ ھذہ لم تکن موجودۃ علی عھد النبی ﷺ انما کانوا یلبسون الجوارب ویمشون بھا ولذلک کانوا یلقون الخرق علی اقدامھم"

آج کی یہ باریک اور خفیف اور نرم جرابیں نبی پاک ﷺ کے زمانے میں موجود نہ تھیں، عہد نبوت کے لوگ جرابیں پہنتے اور بغیر جوتی کے ان کے ساتھ چلتے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے قدموں پر کپڑے کے ٹکڑے لپیٹ لیتے تھے۔

حوالہ نمبر۴:

شرح زاد المستقنع للشنقیطی ص۱۴ ج۱۰ پر ہے:

"فان الجوارب منزل منزلة الخف والخف صفیق ولا یمکن للجورب ان ینزل منزلة الخف الا بالثخانة والصفافة وعلی ھذا فانه سیصح المسح علیه کما نص العلماء اذا کان صفیقاً ثخیناً فالذی یشف البشرة لا یمسح علیه لانه غیر معروف علی عھد النبی ﷺ ومن قال بجوازہ بالقیاس ای یقول اقیس ھذا الشفاف علی الجورب الموجود علی عھد النبی ﷺ فانه یجاب عنه ان المسح علی الجورب اذا کان شفافاً لا ینزل منزلة الثخینین لان الفرق بین الشفاف والثخین ظاھر ومن شرط صحة القیاس ان لا یوجد الفارق بین الاصل والفرع فالفرع خفیف والاصل ثخین"

(جرابوں پر مسح کے جواز کے لئے) جرابوں کو موزوں کے حکم میں اتارا جاتا ہے چونکہ موزے سخت اور موٹے ہوتے ہیں تو جرابیں موزوں جیسی تب ہونگی جب وہ سخت اور موٹی ہوں۔ پس وہ جرابیں جو باریک ہوں ان پر مسح نہیں کیا جاسکتا کیونکہ باریک جرابیں نبی پاک ﷺ کے زمانے میں مروج نہ تھیں، اور جو شخص اس کے جواز کا قائل ہے وہ کہتا ہے کہ میں ان باریک جرابوں کو قیاس کرتا ہوں ان جرابوں پر جو نبی پاک ﷺ کے زمانے میں موجود تھیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قیاس باطل ہے کیونکہ قیاس کے صحیح ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ اصل اور فرع کے درمیان فرق نہ ہو یہاں پر فرع باریک جرابیں ہیں اور اصل جس پر قیاس کیا گیا ہے وہ سخت اور موٹی جرابیں ہیں۔ (اس فرق کی وجہ سے یہ قیاس باطل ہے)

حوالہ نمبر۵:

شرح زاد المستقنع للشنقیطی ص۲۶۲ ج۱۵ پر ہے:

"وکان الموجود علی عھد النبی ﷺ ان الجوارب سمیکة فنزلت الجوارب السمیکة منزلة الخف لانه مثله فی الوصف وقریب منه حتی انھم ربما یواصلون علیه المشی ولا یسترون اقدامھم"

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں موجود جرابیں موٹی ہوتی تھیں اس لئے ان کو موزوں کا حکم دیا گیا کیونکہ وہ وصف میں موزوں کے برابر یا موزے کے قریب ہیں حتی کہ قدموں کو کسی اور چیز سے چھپائے بغیر وہ لوگ ان جرابوں میں لگاتار چلتے تھے۔

حوالہ نمبر۶:

دروس عمدۃ الفقہ للشنقیطی ص ۲۹۴ج ا پر ہے:

"والسبب فی کون العلماء یشترطون ان یکون الجورب کذلک (ثخینة) لانه لم یکن علی زمان النبی ﷺ الجوارب الرقیقة والشفافة موجودة"

علماء نے جرابوں پر ثخین ہونے کی جو شرط لگائی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کے زمانے میں باریک جرابوں کا وجود نہ تھا۔

حوالہ نمبر۷:

فتاوی الشیخ ابن جبرین ص ۱۱ج ا پر ہے:

"اما الجوارب فھو فی الاصل ما ینسج من الصوف الغلیظ ویفصل علی قدر القدم الی الساق ویثبت بنفسه ولا ینعطف ولا ینکسر لمتانته وغلظه فھو اذا لبس وقف علی الساق ولم ینکسر والعادة انه لا یخرقه الماء لقوة نسجه ویشبه بیوت الشعر التی تنصب للسکنی ولا یخرقھا المطر فکذلک الجوارب فی ذلک الوقت حتی انھا لغلظھا یمکن مواصلة المشی فیھا بدون نعل او کنادر ولا یخرقھا الماء ولا یتأثر من مشی بھا بالحجارة ولا بالشوک ولا بالرمضاء او البرودة"

اصل جراب وہ ہے جس کی بنائی موٹے اون سے ہو اور پورے قدم کو پنڈلی تک چھپالے۔ سخت اور موٹے ہونے کی وجہ سے بغیر پکڑنے یا باندھنے کے از خود ٹکا رہے اور ٹوٹے نہیں۔ اور عادت یہ کہ مضبوط بنائی کی وجہ سے اس میں پانی ایک طرف سے دوسری طرف نہیں گزرتا اور بالوں کے ان خیموں کے مشابہ ہوتا ہے جنکو رہائش کے لئے لگایا جاتا ہے۔ اور اس کو بارش پھاڑ کر نہیں گزر سکتی۔ اس زمانے میں جو جرابیں تھیں وہ اسی طرح سخت اور موٹی ہوتی تھیں حتی کہ ان کے موٹے اور سخت ہونے کی وجہ سے بغیر جوتی اور سینڈل کے اس میں چلنا ممکن ہوتا اور اس سے پانی نہ گزر سکتا اور اس کو پہن کر چلنے والا پتھر، کانٹے اور گرمی سردی سے متأثر نہ ہوتا۔

حوالہ نمبر۸:

فتاوی الشیخ ابن جبیرین ص ۱۳ج ا پر ہے:

لیکن بعد میں طرح طرح کی جرابیں وجود میں آنے لگیں ،تو سلف صالحین فقہاء اور محدثین نے حضور ﷺ کے زمانے کی جرابوں میں جو اوصاف تھے ،ان کو سامنے رکھ کر یہ شرائط طے کی ہیں کہ جس جراب میں یہ شرطیں پائی جائیں گی انہیں پر مسح جائز ہوگا۔ اور یہ شرطیں سلف صالحین ،فقہاء اور محدثین سے ثابت ہیں ،جنکا حوالہ پیش خدمت ہے :

امام ابو سلیمان موسی بن سلیمان جوزجانیؒ[**صدوق،امام**][59] فرماتے ہیں کہ :

(۱) امام ابو یوسفؒ(م ۱۸۲ھ) اور

(۲) امام محمدؒ(م ۱۸۹ھ) نے کہا ہے کہ "**إذامسح على الجوربين أجزاه الْمسح كَمَا يَجْزِي الْمسح على الْخُف إذا كَانَ الجوربان ثخينين لَا يشفان**" جب جرابیں ثخین ہوں اور پانی کو جذب نہ کرتی ہوں ،تو ان پر ایسے ہی مسح جائز ہے جیسے موزے پر مسح جائز ہے۔(**الاصل المعروف بالمبسوط للشیبانی ج:۱ص:۹۱**)

اورثخین کی تعریف کرتے ہوئے مشہور امام فقیہ علاء الدین محمد بن علی حصکفیؒ(م ۱۰۸۸ھ)[**صدوق،فقیہ**][60] فرماتے ہیں کہ "الثخينين بحيث يمشي فرسخا ويثبت على الساق بنفسه ولا يرى ماتحته ولا يشف إلا أن ينفذ إلى الخف" ثخین

شیخ ابن جبیرین نے پہلے یہ لکھا کہ امام احمد بن حنبلؒ نے جرابوں پر مسح کے جواز میں ان آثار صحابہ پر اعتماد کیا ہے جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا جرابوں پر مسح کرنا مذکور ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس قسم کی جرابوں پر مسح کرتے تھے اس کی وضاحت میں شیخ ابن جبرین لکھتے ہیں کہ "قد ذكرنا ان الجوارب في عهدهم كانت غليظة قوية " ہم ذکر کرچکے ہیں کہ عہد صحابہ میں جرابیں موٹی اور سخت ہوتی تھیں۔

[59] قال الامام أبو حاتم الرازي: كان صدوقا, قال الخطيب البغدادي: كان أحد الْفُقَهَاء من أَصْحَاب الرَّأْي, قال الذهبي: (هو) العَلاَّمَةُ، الإِمَامُ، الفقيه, قال ايضا في مقام اخر: وَكَانَ صَدُوْقاً مَحْبوباً إِلَى أَهْلِ الحَدِيْثِ. (الجرح والتعديل: ج 8 : ص 145, غنية الملتمس : ص 403, سير أعلام النبلاء : ج 10 : ص 194, تاريخ الإسلام : ج 5 : ص 468)

[60] قال الامام ابن عابدين شامي: (هو) شَيْخُنَا الْعَلَّامَةُ، الْمُحَقِّقُ، الشَّيْخُ، مُفْتِي الشَّامِ, قال خير الدين الزركلي: (هو) مفتي الحنفية في دمشق, كان فاضلا عالي الهمة، عاكفا على التدريس و الإفادة, قال عبد الحي الكتاني: هو الشيخ، مفتي الحنفية بدمشق، المحدث الكثير الحفظ و المرويات، ذكره محمد أمين الحموي الدمشقي في عُلَمَاء دمشق و قال شَيخنَا، مفتى الشَّام, قال ابن غزي: (هو) الشيخ، الإمام، العلامة، الفقيه، مفتي الحنفية, قال الشيخ عمر: (هو) فقيه، اصولي، محدث، مفسر، نحوي. (رد المحتار على الدر المختار : ج 1 : ص 33, الأعلام : ج 6 : ص 294, فهرس الفهارس : ج 1 : ص 347, خلاصة الأثر : ج 3 : ص 409, ديوان الإسلام : ج 2 : ص 165, معجم المؤلفين : ج 11 : ص 56)

وہ جراب ہے جس میں لگاتار چلنا ممکن ہو ،اور وہ خود بخود پنڈلی پر سیدھی کھڑی رہے اور (جب)آنکھوں کے سامنے ہو تو نیچے کی چیز نظر نہ آئے (یعنی اس سے نیچے کی طرف نظر نہ گزر سکے)اور پانی جذب نہ کرے۔**(الدر المختار ص:۴۱)** مشہور فقیہ امام ابن عابدینؒ**(م ۱۲۵۲ھ)** نے بھی ثخین کی یہی تعریف بیان فرمائی ہے۔**(رد المحتار علی الدر المختار ج:۱ص:۲۶۹)**

(۳) امام سفیان ثوریؒ**(۱۶۱ھ)**

(۴) امام عبداللہ بن مبارکؒ**(م ۱۸۱ھ)**

(۵) امام محمد بن ادریس الشافعیؒ**(م ۲۰۴ھ)**

(۶) امام احمد بن حنبلؒ**(م ۲۴۱ھ)**

(۷) امام اسحق بن راہویہؒ**(م ۲۳۸ھ)** یہ سب ائمہ بھی یہی فتوی دیتے ہیں کہ جب جراب ثخین ہوگی تبھی اس پر مسح کیا جائے گا۔**(سنن ترمذی تحت رقم الحدیث:۹۹)**[61]

معلوم ہوا کہ سلف اور ائمہ کے نزدیک جراب پر مسح تبھی جائز ہے جب جراب میں اوپر ذکر کی گئی شرائط موجود ہوں۔یعنی جب ثخین ہوں ،جیسا کہ تفصیل اوپر گزر چکی۔

(۸) الامام الفقیہ ابن المفلحؒ**(م ۸۸۴ھ)**فرماتے ہیں کہ "**وَالْجَوْرَبَيْنِ۔۔۔۔۔۔وَلِأَنَّهُ سَاتِرٌ لِلْقَدَمِ يُمْكِنُ مُتَابَعَةُ الْمَشْيِ فِيهِ أَشْبَهَ الْخُفَّ**" جرابوں پر مسح اس لئے بھی جائز ہے کیونکہ وہ قدم کے لئے ساتر ہے (یعنی قدم کو چھپانے والا ہے)اور ان میں بغیر جوتی کے لگا تار چلنا ممکن ہے ،اس اعتبار سے جرابیں موزے کے مشابہ ہیں۔ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ "**يُشْتَرَطُ لِجَوَازِ الْمَسْحِ عَلَى حَوَائِلِ الرِّجْلِ شُرُوطٌ. الْأَوَّلُ: أَنْ يَكُونَ سَاتِرًا لِمَحَلِّ الْفَرْضِ۔۔۔۔۔الثَّانِي: أَنْ يَكُونَ ثَابِتًا بِنَفْسِهِ، إِذِ الرُّخْصَةُ وَرَدَتْ فِي الْخُفِّ الْمُعْتَادِ، وَمَا لَا يَثْبُتُ بِنَفْسِهِ لَيْسَ فِي مَعْنَاهُ، وَحِينَئِذٍ لَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى مَا يَسْقُطُ لِزَوَالِ شَرْطِهِ**" پائی اور پاؤں کے درمیان حائل ہونے والی (یعنی پہنی ہوئی)چیزوں پر مسح کے جواز کے لئے کئی شرطیں ہیں ،پہلی شرط ہے کہ وہ محل

---

[61] ان سب کے الفاظ یہ ہیں : **قَالُوا: يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ نَعْلَيْنِ إِذَا كَانَا ثَخِينَيْنِ۔**

نوٹ:

امام ترمذیؒ نے تمام ائمہ کے فقہی اقوال کی سند علل کبیر میں بیان فرمائی ہے،جو کہ ان تک پہنچتی ہے۔جیسا کہ علی زئی صاحب **مسئلہ فاتحہ خلف الامام ص:۳۰،۲۹** پر لکھتے ہیں۔

فرض کو ڈھانپ لے ،دوسری شرط یہ ہے کہ وہ قدم اور پنڈلی پر بغیر پکڑنے اور باندھنے کے ٹکی رہے ،کیونکہ مسح کی رخصت اس موزے کے بارے میں وارد ہوئی ہے جو "مروج "تھااور جو ٹک نہ سکیں ،وہ اس مروج موزے کے حکم میں نہیں آتے ہیں۔اس لئے اس جراب پر مسح جائز نہیں ہے جو گر جائے ،کیونکہ اس میں جواز کی شرط نہیں پائی گئی۔**(المبدع فی شرح المقنع ج:۱ص:۱۱۳،۱۲۱،۱۲۲)**

(۹) شمس الائمہ امام ابو بکر السرخسیؒ **(م ۴۸۳ھ)[ثقہ،امام]**[62]فرماتے ہیں کہ "وَأَمَّا الْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ فَإِنْ كَانَا ثَخِينَيْنِ مُنَعَّلَيْنِ يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا لِأَنَّ مُوَاظَبَةَ الْمَشْيِ سَفَرًا بِهِمَا مُمْكِنٌ" اگر جرابیں ثخین منعل ہوں تو ان پر مسح جائز ہے ،کیونکہ بغیر جوتی کے ان میں چلنا ممکن ہے۔**(المبسوط للسرخسی ج:۱ص:۱۰۱،۱۰۲)**

(۱۰) امام موفق الدین ابن قدامہ حنبلیؒ **(م ۶۲۰ھ)**فرماتے ہیں کہ "كَذَلِكَ الْجَوْرَبُ الصَّفِيقُ الَّذِي لَا يَسْقُطُ إذَا مَشَى فِيهِ إنَّمَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبِ بِالشَّرْطَيْنِ اللَّذَيْنِ ذَكَرْنَاهُمَا فِي الْخُفِّ، أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَ صَفِيقًا، لَا يَبْدُو مِنْهُ شَيْءٌ مِنْ الْقَدَمِ. الثَّانِي أَنْ يُمْكِنَ مُتَابَعَةُ الْمَشْيِ فِيهِ. . . . وَلِأَنَّهُ سَاتِرٌ لِمَحَلِّ الْفَرْضِ، يَثْبُتُ فِي الْقَدَمِ"اسی طرح اس جراب پر بھی مسح جائز ہے جو اتنی سخت او رموٹی ہو کہ چلنے سے نہ گرے ،اور جراب پر مسح کی دو شرطیں ہیں ،جن کو ہم نے موزے کے بیان میں ذکر کر دیا ہے۔ایک یہ وہ جراب سخت اور موٹی ہو کہ قدم کی ساخت نظر نہ آئے۔دوسرے یہ کہ اس میں(بغیر جوتی کے)لگاتار چلنا ممکن ہو۔

نیز ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ (موٹی جراب پر مسح اس لئے بھی جائز ہے)کیونکہ (وہ)جرابیں پاؤں کے لئے ساتر بھی ہیں ،اور پنڈلی اور پاؤں پر بغیر باندھے اور پکڑے چلنے کے وقت ٹکی رہتی ہیں۔**(المغنی لابن قدامہ ج:۱ص: ۳۷۳،۳۷۴)**

(۱۱) حافظ محمد بن عبد اللہ الزرکشیؒ **(م ۷۷۲ھ)**فرماتے ہیں کہ "كذلك الجورب الصفيق، الذي لا يسقط إذا مشى فيه لما كان الخف المعتاد من شأنه أن يكون صفيقا، لا يسقط إذا مشى فيه، لم يصرح بذكر هذين الشرطين فيه، ولما كان الجورب -

---

[62] قال حافظ عبد القادر القرشي (هو) الإمَام الْكَبِير شمس الْأَئِمَّة صَاحب الْمَبْسُوط وَغَيره أحد الفحول الْأَئِمَّة الْكِبَار أَصْحَاب الْفُنُون كَانَ إِمَامًا عَلامَة حجَّة متكلما فَقِيها أصوليا مناظرا ,قال أبو الحسن علي بن زيد البيهقي (هو) الإمام الزاهد شمس الأئمة ,قال الذهبي: (هو) شمس الأئمة ,قال حافظ قاسم بن قُطلُوبغا: كان عالمًا، أصوليًا، مناظرًا ,قال السمعاني: (هو) امام سرخس. (الجواهر المضية : ج2 : ص28, تاريخ بيهق / تعريب : ص 223, تذكرة الحفاظ : ج4 : ص 32, تاج التراجم : ص234, الأنساب : ج 2 : ص 405)

وهو غشاء من صوف، يتخذ للدفء - يستعمل تارة وتارة كذا، صرح باشتراط ذلك فيه، وقد تقدم بيان هذين الشرطين عن قرب" اسی طرح ان جرابوں پر مسح جائز ہے ،جو سخت اور موٹی ہوں ،جب اس میں چلے تو وہ (بغیر باندھنے کے)نہ گریں،چونکہ مروج اور معتاد موزے ثخین ہی ہوتے ہیں اور چلنے سے گرتے بھی نہیں ،اس لئے ان میں ان دو شرطوں کی ضرورت نہ تھی ،لیکن جراب جو اون سے بُنا جاتا ہے پاؤں کی گرمائش کے لئے ،انکو کبھی کبھی استعمال کیا جاتا ہے وزوں کی طرح ،اس ان میں دونوں شرطوں کی صراحت کردی ہے۔**(شرح الزرکشی ج:۱ص:۳۹۷،۳۹۸)**

(۱۲) امام ابو محمد عبدالرحمن بن ابراہیم المقدسیؒ**(م ۶۲۴ھ)** فرماتے ہیں کہ "يشترط للجورب (أن يكون صفيقاً يستر القدم) لأنه إذا كان خفيفاً يصف القدم لم يجز المسح عليه لأنه غير ساتر فلم يجز المسح عليه كالخف المخرق ويشترط (أن يثبت في القدم) بنفسه من غير شد، فإن كان يسقط من القدم لسعته أو ثقله لم يجز المسح عليه" جراب پر مسح کے جواز کے لئے شرط ہے کہ جراب سخت اور موٹی ہو ،جو قدم کو چھپالے ،کیونکہ جب وہ باریک ہوں اور قدم کی ساخت کو ظاہر کرے تو اس پر مسح جائز نہیں ،کیونکہ وہ قدم کے لئے ساتر نہیں،تو یہ پھٹے ہوئے موزے کی طرح ہوگی۔یہ بھی شرط ہے کہ وہ بغیر باندھنے کے قدم پر ٹکی رہے ،اگر فراخ یا ثقیل ہونے کی وجہ سے قدم سے گر جائے تو اس پر مسح جائز نہیں۔**(العدة شرح العمدة ص:۳۷)**

(۱۳) الامام المجتہد علی بن محمد الماوردیؒ**(م ۴۵۰ھ)** فرماتے ہیں کہ ": قال الشافعي رضي الله عنه: "وما لبس من خف خشب أو ما قام مقامه أجزأه أن يمسح عليه". قال الماوردي: وهذا صحيح. وجملته أن كل خف اجتمعت فيه ثلاث شرائط متفق عليها، .... جاز المسح عليه، من جلود أو لبود أو حديد أو خشب أو جورب. أحد الشرائط الثلاثة أن يكون ساتر الجميع القدم إلى الكعبين حتى لا يظهر شيء لا من أعلى الخف وساقه، ولا من خرق في وسطه أو أسفله، فإن ظهر شيء من القدم من أي جهة ظهر، لم يجز المسح عليه. والثاني: أن لا يصل بلل المسح إلى القدم، فإن وصل إما لخفة نسج أو رقة حجم لم يجز المسح عليه. والشرط الثالث: أن يمكن متابعة المشي عليه لقوته، فإن لم يمكن متابعة المشي لضعفه، أو ثقله لم يجز المسح عليه" امام شافعیؒ نے کہا کہ موزہ پہن لے یا جو موزے کے قائم مقام ہے (جیسے جراب)وہ پہن لے ،تو اس پر مسح جائز ہے۔(امام ماوردیؒ کہتے ہیں کہ)یہ صحیح ہے اور ا سکا ضابطہ یہ ہے کہ ہر وہ موزہ جس میں تین اتفاقی شرطیں پائی جائیں ،اس پر مسح جائز ہے خواہ موزہ یا اس کے قائم مقام والی چیز چمڑے کی ہو ہو یا بالوں کی ہو ،لوہے کا ہو یا لکڑی کا یا جراب ہو۔ (اختصار کے ساتھ)وہ شرائط یہ ہیں :

(۱) ٹخنے کے ساتھ پورا قدم چھپالے۔

(ii) پاؤں تک پانی کو پہنچنے سے روکے۔

(iii) اس میں لگاتار چلنا ممکن ہو۔**(الحاوی الکبیر ج:۱ص:۳۶۵)**

(۱۴) امام شمس الدین ابن قدامہؒ **(م۶۸۲ھ)** جراب پر مسح جائزہونے کی وجہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "**الجورب في معنى الخف لأنه ملبوس ساتر لمحل الفرض يمكن متابعة المشي فيه أشبه الخف**" جراب موزے کے حکم میں ہوتا ہے ،کیونکہ وہ محل فرض کو چھپاتاہے ،(یعنی وہ قدم کی ساخت کو چھپاتا ہے)اور اس میں بغیر جوتی کے چلنا بھی ممکن ہے۔**(الشرح الکبیر علی متن المقنع ج:۱ص:۱۴۹)**

(۱۵) امام ابو اسحٰق الشیرازیؒ **(م۴۷۶ھ)** فرماتے ہیں کہ "**إن لبس جورباً جاز عليه المسح عليه بشرطين: أحدهما أن يكون صفيقاً لا يشف والثاني أن يكون منعلاً فإن اختل أحد هذين الشرطين لم يجز المسح عليه وإن لبس خفاً لا يمكن متابعة المشي عليه إما لرقته أو لثقله لم يجز المسح عليه**" اگر جراب پہن لی تواس پر دو شرطوں کے ساتھ مسح جائز ہے ،ایک یہ کہ وہ جراب اتنی سخت اور موٹی ہے کہ پانی کو جذب نہ کرے ،دوسری کہ وہ منعل ہو۔اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو ان پر مسح جائز نہیں۔**(المہذب للشیرازی ص:۴۶،۴۷)**

(۱۶) امام ابو حامد الغزالیؒ **(م۵۰۵ھ)** فرماتے ہیں کہ "**ان كان لا يداوم المشى عليه فلا يجوز المسح على الجورب**" اگر کسی جراب میں لگاتار چلنا ممکن نہ ہو تو (ایسی)جراب پر مسح کرنا جائز نہ ہو گا۔**(الوسیط للغزالی ج:۱ص:۳۹۹)**

(۱۷) حافظ المغرب امام ابن عبد البرؒ **(م۴۶۳ھ)** کہتے ہیں کہ "**فان كان الجوربان مجلدين كالخفين مسح عليهما وقد روى عن مالك: منع المسح على الجوربين وان كانا مجلدين، والاول اصح**" اگر دونوں جراب چمڑے کی ہو ، خفین کی طرح (اگر اس میں مسح کی شرطیں پائی جاتی ہوں)تو (امام مالکؒ کے نزدیک)ان پر مسح جائز ہے ،اور امام مالکؒ سے (ایک اور قول)مروی ہے کہ انہوں نے جراب پر مسح سے منع کیا ،اگرچہ وہ چمڑے کی ہو ،اور (یہاں پر حافظ المغربؒ کہتے ہیں کہ) پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔**(الکافی فی فقہ اہل المدینۃ ج:۱ص:۱۷۸،واللفظ لہ ،المدونہ ج:۱ص:۱۴۳)**

(۱۸) امام نوویؒ **(م۶۷۶ھ)** فرماتے ہیں کہ "**الصَّحِيحَ مِنْ مَذْهَبِنَا أَنَّ الْجَوْرَبَ إنْ كَانَ صَفِيقًا يُمْكِنُ مُتَابَعَةُ الْمَشْيِ عَلَيْهِ جَازَ الْمَسْحُ عَلَيْهِ وَإِلَّا فَلَا**" ہمارا صحیح مذہب یہ ہے کہ جراب اگر سخت ہو اور اس میں (بغیر جوتی کے) لگاتار چلنا ممکن ہو ،تو اس پر مسح جائز ہے ،ورنہ جائز نہیں۔**(المجموع للنووی ج:۱ص:۴۹۹)**

(۱۹) امام رافعیؒ(م۶۲۳ھ) فرماتے ہیں کہ ”الثاني ان يكون قويا والمراد منه كونه بحيث يمكن متابعة المشى عليه....فلا يجوز المسح على اللفائف و الجوارب المتخذة من الصوف و اللبد لانه لا يمكن المشى عليها....ولانها لا تمنع نفوذ الماء إلى الرجل“ دوسری شرط یہ ہے کہ جراب مضبوط ہو ،تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس میں لگاتار چلنا ممکن ہو۔۔۔۔لہذا اون (woolen)اور بالوں کی جرابوں پر مسح جائز نہیں،کیونکہ اس میں لگا تار چلنا ممکن نہیں اور یہ پانی کو پاؤں تک پہنچنے سے بھی نہیں روکتی۔**(الشرح الکبیر للرافعی ج:۲ص:۳۷۳)**

(۲۰) امام بغویؒ(م۵۱۶ھ)فرماتے ہیں کہ ”لا يجوز المسح على جورب الصوف، واللبد، إلا أن يركب طاقةً فوق طاقةٍ؛ حتى يتصفق وينعل قدمه؛ بحيث يمكن متابعة المشي عليه“ اون اور بال کے موزے پر مسح جائز نہیں ،مگر یہ کہ وہ مرکب ہو تہ بہ تہ ہو ، یہاں تک کہ اس کے قدم کو ڈھانپ لے ،اس طور پر کہ اس کو پہن کر مسلسل چلنا ممکن ہو۔**(التہذیب للبغوی ج:۱ص:۴۳۲)**

(۲۱) امام عبداللہ بن محمود الموصلیؒ(م۶۸۳ھ)**[ثقہ،علامہ،مفتی]**[63] فرماتے ہیں کہ ”يَجُوزُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ إِذَا كَانَا ثَخِينَيْنِ أَوْ مُجَلَّدَيْنِ أَوْ مُنَعَّلَيْنِ“ جرابوں پر مسح تب جائز ہے ،جب ثخین یا مجلد (وہ جراب جس کے اوپر نیچے چمڑا ہو)یا منعل ہو۔ **(الاختیار لتعلیل المختار ج:۱ص:۱۲۴)**

(۲۲) فخر الاسلام ،فقیہ العصر ،امام ابو بکر الشاسیؒ(م۵۰۷ھ)کہتے ہیں کہ ”ان لبس جورباً صفيقاً لا يشف و منعلاً يمكن متابعة المشى عليه جاز المسح عليه“ اگر ایسی جرابیں پہن لی جو سخت ہونے کی وجہ سے پانی جذب نہ کرے اور ایسی منعل ہو کہ کہ ان میں لگاتار چلنا ممکن ہو ،تو اس پر مسح جائز ہے۔**(حلیۃ العلماء ج:۱ص:۱۳۴)**

---

[63] ذكره الذهبي: (هو) الفقيه، المفتي، إمامٌ، عالم، مصنِّف, قَالَ ابن الفُوطي: (هو) شيخنا الامام، العالم، المحدّث الفقيه، القاضي, وكان واسع الرواية، موصوفا بالفهم و الدراية، عارفا بالفروع و الأصول، كثير المحفوظ, قال الامام المحدث أَبُو الْعَلَاء الفرضي في مُعْجم شُيُوخه: كَانَ شَيخا فَقِيها عَالما فَاضلا مدرسا عَارِفًا بِالْمَذْهَبِ, قال الحافظ قاسم بن قُطلُوبغا: وكان فقيهًا عارفًا بالمذهب, قال ابن تغري: (هو) العلامة شيخ الإسلام مجد الدين أبو الفضل الموصلي, وقال ايضا في مقام اخر: قلت: أثنى على علمه، وغزير فضله، ودقيق نظره، وجودة فكره جماعة كثيرة, وكان إمام عصره، ووحيد دهره، وآخر من كان يرحل إليه من الآفاق، تفقه به جماعة من أعيان السادة الحنفية, وكان إماماً ورعاً، ديناً خيراً، مترفعاً على الملوك و الأعيان، متواضعاً للفقراء و الطلبة, وعنده مروءة و تعصب للفقراء، رحمه الله تعالى, قال الحافظ الدمياطي: (هو) الفقيه العلامة المفتي. (تاريخ الإسلام : ج 15 : ص 496, مجمع الآداب : ج 4 : ص 440, الجواهر المضية : ج 1 : ص 291, تاج التراجم : ص 177, المنهل الصافي : ج 7 : ص 124)

(۲۳) فقیہ ابو الحسین یحی العمرانیؒ (م ۵۵۸ھ) کہتے ہیں کہ "قال أصحابنا: والجوارب على ضربين: فالأول: منه ما يمكن متابعة المشي عليه، بأن يكون ساترً المحل الفرض صفيقًا، ويكون له نعل، فيجوز المسح عليه. والثاني: إن كان الجورب لا يمكن متابعة المشي عليه، مثل: أن لا يكون منعل الأسفل، أو كان منعلا، لكنه من خرق رقيقة، بحيث إذا مشى فيه تخرق، لم يجز المسح عليه" (جس کا خلاصہ یہ ہے کہ) ہمارے اصحاب نے کہا کہ جرابیں دو قسم کی ہیں :

(۱) وہ جس کو پہن کر لگاتار چلنا ممکن ہو اور وہ پاؤں کے محل فرض کو چھپاتی ہو ،اس پر مسح جائز ہے۔

(۲) دوسری وہ قسم ہے کہ جس کو پہن کر لگاتار نہیں چلا جاسکتا ،اگر اس میں چلا جائے تو وہ پھٹ جائے گی۔تو ایسی جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے۔اور آگے کہتے ہیں کہ " هذا مذهبنا وبه قال مالك وأبو حنيفة" یہ ہما را مذہب ہے ،اور یہی بات امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ نے بھی کہی ہے۔**(البیان للعمرانی ج:۱:۱۵۶،۱۵۷)**

(۲۴) امام مجد الدین ابو البرکات عبدالسلام بن تیمیہؒ (م ۶۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ "يمسح على ما يستر محل الفرض ويثبت بنفسه من جورب، وجرموق ونحوه فان كان واسعاً يسقط من قدمه أو يبدو منه شئ لخرق أو غيره لم يجز المسح عليه" مسح کرے جراب وغیرہ پر جب وہ پاؤں کے محل فرض کو چھپاتی ہو،اور خود سے کھڑی ہوتی ہو ،پھر اگر جراب اتنی چوڑی ہو کہ پاؤں سے گر جاتی ہو ،یا اس سے (پاؤں کا) کوئی حصہ نظر آتا ہو پھٹن یا کسی اور وجہ سے ،تو ایسی جراب پر مسح جائز نہیں۔ **(المحرر لمجدالدین ج:۱ص:۱۲)**

(۲۵) الامام الفقیہ ابولحسن علی بن سلیمان المرداوی (م ۸۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ " ومفهوم قوله [وثبت بنفسه] أنه اذا كان لا يثبت الا بشده لا يجوز المسح عليه، وهو المذهب من حيث الجملة، ونص عليه، وعليه الجمهور" ثبت بنفسہ یعنی وہ خود سے ٹکی رہے۔اسکا مطلب یہ ہے کہ جب جراب باندھے بغیر نہ ٹکے تو اس مسح جائز نہیں ،اور یہی اصل مذہب ہے ،اور اسی کی تصریح کی گئی ہے ،اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔**(الانصاف ج:۱ص: ۱۷۹)**

(۲۶) امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں کہ "يمسح اذا ثبت على قدميه" جرابون پر مسح تب کرے گا جب وہ اسکے قدموں پر ٹکی رہیں۔**(مسائل حرب الکرمانی ص:۳۶۴،رقم :۴۸۵)**

(۲۷) امام الحرمینؒ (م ۴۷۸ھ) فرماتے ہیں کہ "فمذهبنا ان من لبس جورباً ضعيفاً لا يعتاد المشي فيه وحده، فلا سبيل الى المسح عليه" ہمارا مذہب یہ ہے کہ جس نے ایسا کمزور پتلا جراب پہنا جس میں عادۃً تنہا پہن کر چلا نہیں جا سکتا ،تو ایسی جرابوں پر مسح کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے (نہایۃ المطلب ج:۱ص:۲۹۴)

(۲۸)　الامام الحافظ الفقیہ ابو ثورؒ(م ۲۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ "**یمسح علیھما اذا کانا یمشی فیھما**" جرابوں پر مسح اس وقت کیا جائے گا جب ان میں چلا جا سکتا ہو۔(**الاوسط لابن المنذر: ج:۱ص:۴۶۳**)

(۲۹)　امام ابو المحاسن عبدالواحد الرویانیؒ(م ۵۰۲ھ) بھی یہی کہتے ہیں (اختصاراً عرض ہے) کہ جراب پر مسح کے لئے تین شرطیں ہیں :

(۱) مکمل پیر کو ٹخنوں کے اوپر تک چھپائے۔

(۲) ایسا موٹا ہو کہ پانی کو جذب نہ کرے۔

(۳) اس میں لگاتار چلنا ممکن ہو۔(**بحر المذہب للرویانی ج:۱ص:۲۹۰**)[64]

الغرض سلف صالحین ،فقہاء اور محدثین کے ارشادات سے معلوم ہو اکہ اگر کسی جراب میں یہ شرطیں موجود ہوں کہ :

(۱) اس جراب میں لگاتار چلنا ممکن ہو۔(مثلاً تین میل ،یعنی وہ جراب ایسی مضبوط ہو کہ اس میں تین میل تک لگاتار چلنا ممکن ہو اور اس میں پھٹن یا شگاف نہ پیدا ہو)۔

(۲) اتنی موٹی اور سخت ہو کہ بغیر باندھے اور بغیر سہارے کے پاؤں پر ٹکی رہے۔

(۳) پانی کو جذب نہ کرے۔

---

[64] **نوٹ:**

اہل حدیث غیر مقلدین کے نزدیک محض بعض علماء کے ساتھ شافعی،مالکی، حنبلی اور حنفی وغیرہ لکھا ہونے کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ وہ ان ائمہ کے مقلدین ہیں۔ چنانچہ اہل حدیثوں کے محدث زبیر علی زئی لکھتے ہیں کہ بعض علماء کے ساتھ شافعی،مالکی، حنبلی اور حنفی وغیرہ سابقوں یالاحقوں کا یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ یہ علماء مقلدین کی صف میں شامل تھے۔(**جزء رفع الیدین ص:۱۱،۱۰**) ایک اور مقام پر تحریر کرتے ہیں کہ شافعی علماء یہ اعلان کرتے تھے کہ ہم شافعی علماء کے مقلد نہیں ہیں، بلکہ ہماری رائے ان کی رائے کے موافق ہو گئی ہے اور عالم کیونکر مقلد ہو سکتا ہے۔ (**اختصار فی علوم الحدث مترجم ص:۱۳**) معلوم ہوا کہ علماء کے نام کے ساتھ محض حنفی،شافعی،مالکی یا حنبلی آنے سے ان کا مقلد ہونا غیر مقلدین کے نزدیک ثابت نہیں ہوتا۔لہذا یہاں پر جتنے بھی فقہاء اور محدثین کے حوالے ذکر کئے گئے ہیں، غیر مقلدین کے نزدیک یہ ان ائمہ فقہاء اور محدثین کی تحقیق اور اجتہاد ہے،نہ کہ ان کی مقلدانہ رائے۔

(۴) اتنی موٹی ہو کہ اس سے نظر نہ گزرے۔(یعنی پاؤں کی ہیئت نظر نہ آے)،تب ان پر مسح کرنا جائز ہو گا ورنہ نہیں۔

جرابوں پر مسح امام ابن تیمیہ کی تحقیق کی روشنی میں :

امام ابن تیمیہؒ کی تحقیق یہ ہے کہ جس موزے اور جس جراب میں آدمی بغیر جوتی کے چل سکتا ہو اس پر مسح جائز ہے اور جس میں نہ چل سکتا ہو اس پر مسح جائز نہیں چنانچہ **مجموع الفتاوی لابن تیمیہ ج۲۱ص۱۷۴** میں ہے۔"**کل خف یلبسه الناس ویمشون فیه فلهم ان یمسحوا علیه**"،یعنی ہر وہ موزہ جسے لوگ پہنتے ہوں اور اس میں چلتے ہوں ان کیلئے ان پر مسح کرنا جائز ہے۔

نیز **مجموع الفتاوی لابن تیمیہ ج۲۱ص۲۱۴** ،اور **اقامة الدلیل علی ابطال التحلیل لابن تیمیه ج۲ص۳۲۷** میں ہے "**یجوز المسح علی الجوربین اذا کا یمشی فیهما**" جب بغیر جوتی کے جرابوں میں آدمی چل سکتا ہو تو ان پر مسح کرنا جائز ہے۔

جب امام ابن تیمیہؒ کے نزدیک جرابوں پر مسح کے جواز کے لئے شرط ہے کہ ان میں بغیر جوتی کے چلنا ممکن ہو تو وہ جرابیں یقینا ثخین ہوں گی لہذا اس شرط کے بعد امام ابن تیمیہؒ مذہب جمہور فقہاء کے موافق ہوجاتاہے کہ ثخین جرابوں پر مسح جائز ہے اور غیرثخین یعنی باریک جرابیں کہ جن میں بغیر جوتی کے چلنا ممکن نہیں ہوتا ان پر مسح جائز نہیں۔

چنانچہ غیر مقلد عالم عبدالرحمن مبارک پوری لکھتے ہیں کہ "**کلام الحافظ ابن تیمیة هذا لیس مخالفاً لما اخترنا من ان الجوربین اذا کانا ثخینین صفیقین یمکن تتابع المشی فیهما یجوز المسح علیهما فانهما فی معنی الخفین فانه رحمه الله قید جواز المسح علی الجوربین بقوله اذا کان یمشی فیهما و ظاهر ان تتابع المشی فیهما لا یمکن فیهما الا اذا کانا ثخینین**"

حافظ ابن تیمیہ کا یہ کلام اس مذہب کے خلاف نہیں جس کو ہم نے اختیار کیا ہے یعنی جرابیں جب ثخین اور مضبوط ہوں جن میں لگاتار چلنا ممکن ہو تو ان پر مسح جائزہے کیونکہ ایسی جرابیں موزوں کے حکم میں ہوتی ہیں اور حافظ ابن تیمیہ نے جرابوں پر مسح کے جواز کو اس قید کے ساتھ مقید کیا ہے "**اذا کان یمشی فیهما**" جب ان میں چلنا ممکن ہو۔ **(تحفة الاحوذی ج۱ص۲۸۸)**

اور ظاہر ہے کہ جرابوں میں لگاتار چلنا تب ممکن ہے جب وہ ثخین ہوں پس امام ابن تیمیہ کے عرب وعجم کے خواہش پرست محبین جو امام ابن تیمیہ کے نام پر عربوں سے کروڑوں روپئے لوٹنے والے اس مسئلے میں امام ابن تیمیہ کے مسلک کو بھی چھوڑ گئے۔

جرابوں پر مسح فتاویٰ علماء عرب کی روشنی میں :

جرابوں پر مسح کے سلسلہ میں علماء عرب نے بھی فقہاء اور محدثین کی شرائط کو قبول فرمایا ہیں۔[65]

---

[65] جرابوں پر مسح فتاویٰ علماء عرب کی روشنی میں

(۱) **فتویٰ علامہ محمد مختار الشنقیطی:**

واما الجوارب غیر المنعلة فعلیٰ صورتین الصورة الاولیٰ: ان تکون ثخینة وهی التی لا تصف البشرة، والصورة الثانیة ان تکون خفیفة رقیقة، فالجمهور علیٰ انه لا یمسح علی الرقیق لانه لم یکن موجوداً علیٰ عهد النبی ﷺ ولان الذین قالوا: بجواز المسح علی الرقیق قاسوه علی الجوارب الموجود علی عهد النبی ﷺ ولما قاسوه: قلنا: قیاس مع الفارق، لأن الرقیق لیس کالثخین، والسبب فی هذا انه حین ما کان من القماش ثخیناً شابه الذی من الجلد فستر محل الفرض وتحقق به الاصل فجاز أن یمسح علیه، ولما صار رقیقا یشف البشرة کان هو والبشرة علی حد سوائ، ومن هنا القول بجوازه مبنی علی القیاس، وجمهور العلماء علیٰ منع المسح علی الجوارب الخفیفة۔

بہر حال جراب غیر منعل کی دو صورتیں ہیں: پہلی صورت یہ ہے کہ وہ سخت اور موٹی ہو، یعنی وہ پاؤں کی ساخت کو ظاہر نہ کرے، دوسری صورت یہ ہے کہ جراب باریک ہو اور اس کی بنائی کمزور ہو، جمہور کے نزدیک اس باریک جراب پر مسح نہ کیا جائے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں یہ موجود ہی نہ تھی، نیز اس لئے بھی کہ باریک جراب پر مسح کے جواز کا انہوں نے قیاس کیا ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں موجود جرابوں پر، اور یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے، کیونکہ باریک جراب ٹھوس اور سخت جراب جیسی نہیں ہوتی وجہ فرق یہ ہے کہ سخت اور موٹی جراب اس موزے کے مشابہ ہوتی ہے جو چمڑے کا ہوتا ہے، اس سے اصل حکم (یعنی مسح علی الخفین) کا تحقق ہو جاتا ہے، جبکہ باریک جراب پاؤں، انگلیوں اور ہڈیوں کی ساخت کو اس طرح ظاہر کرتی ہے کہ بارک جراب اور پاؤں یکساں محسوس ہوتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ باریک جراب پر مسح کے جواز کی بنیاد قیاس پر ہے، وہ قیاس مع الفارق ہے، جو باطل ہوتا ہے، اس کے مقابلہ میں جمہور کے نزدیک باریک جرابوں پر مسح ممنوع ہے۔ **(دروس عمدة الفقه للشنقیطی: ص ۲۹۴ ج ۱)**

(۲) فتویٰ علامہ محمد مختار الشنقیطی:

ان اللہ فرض علی المسلم ان یغسل رجلیہ علی الأصل، و النصوص فی ھذا و اضحۃ، فلما جائتنا رخصۃ المسح علی الخفین بأحادیث متواترۃ، فانتقلنا من ھذا الاصل الی بدل علی وجہ تطمئن بہ النفوس، ثم لما کانت فی الجوارب الثخینۃ فی حکم ذلک الماذون بہ و المرخص بہ و ھو الخف، قلنا: بأنہ أخذ حکم المسح علی الخفین، و لما کان الرقیق لیس فیہ شبہ بالخف، و لیس فیہ شبھۃ، و لذالک یقول ﷺ صنفان من اھل النار لم أرھما نساء کاسیات عاریات، فجعل الذی یشف البدن کانہ غیر موجود کاسیات عاریات، قالوا: لأنہ یلبس لباساً رقیقا فی الظاھر ستر و لکنہ فی الحقیقۃ لیس بستر، فالرقیق و ان کان ظاھرہ الستر صورۃ و لکنہ لیس بساتر حقیقۃ، و من ھنا الاشبہ مذھب جمھور العلماء و أئمۃ السلف انہ لا یمسح الا علی الثخین۔

اللہ تعالیٰ نے اصل میں مسلمانوں پر پاؤں کا دھونا فرض کیا ہے، اس بارے میں نصوص واضح ہیں پھر جب احادیثِ متواترہ کے ساتھ موزوں پر مسح کی رخصت آگئی تو ہم اس اصل حکم سے اس کے بدل کی طرف منتقل ہو گئے، لیکن ایسے طریقے پر کہ جس کے ساتھ نفوس مطمئن ہو جاتے ہیں، اور چونکہ ثخین جرابیں ان موزوں کے حکم میں آتی ہیں جن پر مسح کی اجازت اور رخصت ہے تو ہم نے کہا کہ مسح علی الخفین کے جواز والا حکم اس پر جاری ہو گا لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ باریک جرابیں نہ موزے کے حکم میں آتی ہیں اور نہ موزے کے مشابہ ہیں...اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میری امت کی دو قسمیں دوزخ میں ہوں گی جن کو میں نے نہیں دیکھا: وہ عورتیں جو کپڑا پہننے کے باوجود برہنہ بدن ہیں، پس نبی کریم ﷺ نے اس باریک اور تنگ و چست کپڑے کو جو بدن کی ساخت کو ظاہر کر دے کالعدم قرار دیا ہے، اس لئے ان عورتوں کو "کاسیات عاریات" فرمایا ہے، اہلِ علم نے اس کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ وہ عورتیں جو باریک کپڑا پہنتی ہیں بظاہر ستر بدن ہے لیکن حقیقت کے لحاظ سے ان میں ستر بدن نہیں ہے، سو اسی طرح باریک جرابوں میں بھی صورۃً ستر قدم ہے مگر حقیقت کے لحاظ سے ان میں ستر قدم نہیں ہوتا (جبکہ جوازِ مسح کے لئے ستر قدم شرط ہے) اسی وجہ سے جمہور علماء اور ائمہ سلف کا مذہب یہ ہے کہ مسح نہ کیا جائے، مگر ثخین جرابوں پر، اور ثخین جرابیں وہ ہیں جو قدم کی ساخت کو ظاہر نہ کریں اور (بغیر باندھنے کے) پاؤں میں کھڑی رہیں۔ **(دروس عمدۃ الفقہ للشنقیطی: ص۲۹۵ ج۱)**

(۳) فتویٰ علامہ محمد مختار الشنقیطی:

صفۃ الجوارب الذی یمسح علیہ: و اذا ثبت ھذا فلا بد فی الجوارب من أن یکون صفیقا، و علیٰ ذلک کلمۃ جماھیر من یریٰ المسح علی الجوربین لأن الجوارب الخفیفۃ الشفافۃ ھذہ لم تکن موجودۃ علی عھد النبی ﷺ انما کانوا یلبسون الجوارب و یمشون بھا، و لذلک کانوا یلفون الخرق علیٰ اقدامھم، و ھذا یدل علیٰ ما اعتبرہ العلماء من اشتراط الصفاقۃ ای کونہ صفیقا، و ایضا فالنظر یقتضیہ فان الجوارب منزل منزلۃ الخف، و الخف صفیق، و لا یمکن للجوارب ان ینزل منزلۃ الخف

الا بالشخانة والصفاقة، علىٰ هذا فان يصح المسح عليه، كما نص العلماء اذا كان صفيقا ثخيناً، فالذی يشف البشرة لا يمسح عليه لانه غير معروف على عهد النبی ﷺ ومن قال بجوازه بالقياس، ای: يقول: أقيس هذا الشفاف على الجورب الموجود علىٰ عهد النبی ﷺ فانه يجاب عنه من وجهين: الوجه الأول: ان القياس على ما هو خارج عن الأصل لا يطرد، ولذالك الاصل: غسل الرجلين، والمسح خلاف الأصل، فلا يطرد القياس على الرخص، الوجه الثانی: ان المسح على الجورب اذا كان شفافا لا ينزل منزلة الثخين، لان الفرق بين الشفاف والثخين ظاهر، وهو (الشراب) الشفاف، خفيف، والاصل المقيس عليه - وهو الجورب - ثخين، وانما جاز المسح على الجورب الثخين لمشابهة الخفين، فيمنع فی الخفيف لعدم وجود وصف الاصل، وهو: كونه ثخيناً، وعلىٰ هذا فالذی نص عليه من يقول بمشروعية المسح على الجوربين اشتراط كونه صفيقا، كما نبه عليه غير واحد من الأئمة، منهم الامام ابن قدامة رحمه الله فی المغنی: وكذالك المتون المشهورة فی المذهب كالاقناع للحجاوی، والمنتهیٰ للنجار، كلهم نصّوا على كونه صفيقا اخراجا للشراب الخفيف الذی يمكن ان يصف البشرة او يكون غير صفيق۔

جس جراب پر مسح کیا جاتا ہے اس کا بیان:

جب جوربین پر مسح کا جواز ثابت ہو گیا تو یہ ضروری ہے کہ وہ جراب ثخین ہو مسح علی الجوربین کے جواز کے قائلین جمہور علماء کا قول بھی یہی ہے کیونکہ باریک اور کمزور بنائی والی جرابیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں موجود نہ تھیں، وہ ایسی جرابیں پہنتے تھے جن میں (بغیر جوتی کے) چلتے تھے، اسی وجہ سے وہ اپنے قدموں پر کپڑے کے ٹکڑے لپیٹ لیتے تھے، عہدِ نبوت میں جراب پر مسح کرنا اور باریک جراب کا عہدِ نبوت میں موجود نہ ہونا ان علماء کی دلیل ہے، جنہوں نے جرابوں کی سخت اور موٹے ہونے کی شرط لگائی ہے، اس کے مطابق جرابوں پر مسح کے جواز کے لئے شرط ہے کہ جراب ثخین ہو، پس وہ جراب جو باریک ہونے کی وجہ سے جسم کی ساخت کو ظاہر کر دے اس پر مسح نہ کیا جائے گا، کیونکہ عہدِ نبوت میں یہ مروج اور معروف نہ تھی، اور جو لوگ باریک جرابوں پر جوازِ مسح کے قائل ہیں انہوں نے باریک جرابوں کا قیاس کیا ہے، زمانہ نبوت میں موجود ثخین جرابوں پر اس قیاس کے دو جواب ہیں: ایک یہ کہ جو حکم خلاف اصل ہو یعنی اصل حکم کے خلاف ہو اس پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہوتا زیر بحث مسئلہ میں غسلِ رجلین اصل ہے، اور مسح خلافِ اصل ہے، اس لئے اس رخصت پر کسی دوسری چیز کا قیاس درست نہیں، دوسرا جواب: یہ ہے کہ رقیق جراب کو ثخین جراب کا درجہ و حکم نہیں دیا جاسکتا کیونکہ باریک جراب اور سخت موٹی جراب کے درمیان فرق واضح ہے، اور قیاس تب صحیح ہوتا ہے کہ اصل حکم میں اور جس کا قیاس کرنا ہے (یعنی فرع) اس میں فرق نہ ہو، یہاں پر فرع یعنی باریک جراب اس سے پانی اور نظر گذر جاتی ہے، اور اس کی بنائی بھی کمزور ہوتی ہے، جب کہ اصل حکم یعنی ثخین جراب سے نہ پانی گذر سکتا ہے، نہ نظر، پس باریک جراب کا ثخین جراب پر قیاس کیسے درست ہو سکتا ہے؟، اسی وجہ سے جو علماء جرابوں پر مسح کی مشروعیت کے قائل ہیں انہوں نے اس مشروعیت کو جراب کے ثخین ہونے کے ساتھ مشروط کیا ہے، چنانچہ

متعدد ائمہ مذہب نے اس کی صراحت کی ہے، ان میں سے امام ابن قدامہ حنبلیؒ نے المغنی میں صراحت کی ہے، اسی طرح مذہبِ حنبلی کے مشہور متون میں بھی اس شرط کی صراحت ہے جیسے الاقناع للحجاوی، المنتہٰی للنجار، اور ثخین کی شرط لگانے کی غرض ان جرابوں کو جوازِ مسح کے حکم سے نکالنا مقصود ہے جو باریک وخفیف ہونے کی وجہ سے قدم کی ساخت کو ظاہر کرتی ہیں۔ **(شرح زاد المستقنع للشنقیطی: ص ۱۰ ج ۱۴)**

(۴) فتوٰی علامہ محمد مختار الشنقیطی:

اذا کانت الجوارب خفیفة وقد کان الموجود علیٰ عهد النبی ﷺ ان الجوارب سمیکة، فنزلت الجوارب السمیکة منزلة الخف، لأنه مثله فی الوصف، وقریب منه، حتیٰ انهم ربما یواصلون علیه المشی ولا یسترون اقدامهم حتیٰ انهم یلفون التساخین لاجل الوقایة من الحجارة ولا تکون کذالک اذا کانت رقیقة فاذا کان الأمر کذالک، فلو جاء أحد یقیس فقال مثلاً یجوز المسح علی الخفیف من الجوارب کما یجوز المسح علی الخفین، فنقول: هذا قیاس مع الفارق، لان الخف یمکن مواصلة المشی علیه وهو ساتر للرجل، بخلاف هذا الشفاف الرقیق، ولان الخف فی الاصل رخصة عُدِل بها عن الاصل الذی هو غسل الرجلین، وهذه الرخصة ینبغی ان تتقید بما ورد وثبت فی السنة والمحفوظ فی زمان النبی ﷺ هو الخف والجوارب الثخین، ولذلک جاء فی روایة السنن (الجوارب المنعل) ای: الذی یکون فی اسفله جلد، فاذا ثبت هذا، ثم اذا جاء احد یقیس - واعنی: عند من لا یری المسح علی الخفیف - فنقول: ان هذا قیاس مع الفارق، لان الثخین فی حکم الخف، ولذالک جاز المسح علی الجوارب لانها فی حکم الخفاف، فلا یجوز قیاس الخفیف علیها، وهذا کله قیاس مع الفارق۔

شارح علامہ شنقیطیؒ سے پوچھا گیا: قیاس مع الفارق کا کیا معنٰی ہے؟ موصوف نے تفصیل بتانے کے بعد فرمایا: قیاس مع الفارق قیاسِ فاسد کا نام ہے، پھر اس کی مثال پیش کی ہے کہ جب جرابیں باریک ہوں اور عہدِ رسالت مآب میں جو جرابیں موجود تھیں وہ ثخین یعنی سخت اور موٹی تھیں اس لئے وہ موزوں کے حکم میں آجاتی ہیں، کیونکہ وہ صفات میں موزوں کی مثل ہیں یا موزوں کے قریب ہیں، حتی کہ وہ بسا اوقات انہیں جرابوں میں لگاتار چلتے اور اپنے قدموں کو کسی اور چیز سے چھپاتے نہ تھے، اور بعض مرتبہ پتھروں سے بچنے کے لئے ان ثخین جرابوں پر کپڑے لپیٹ لیتے تھے، لیکن باریک جرابوں میں لگاتار چلنا ناممکن ہے، جب صورت حال یہ ہے تو اگر کوئی آئے اور وہ قیاس کرے اور وہ کہے کہ جیسے موزوں پر مسح جائز ہے اسی طرح باریک جرابوں پر بھی جائز ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے، کیونکہ موزوں میں لگاتار چلنا ممکن ہے، اور وہ پاؤں کے لئے ساتر ہیں بخلاف خفیف اور باریک موزے کے کہ اس میں لگاتار چلنا ممکن نہیں اور نہ یہ پاؤں کو چھپاتا ہے اور نیز حقیقت میں موزوں پر مسح رخصت ہے، جس کی وجہ سے اصل حکم یعنی غسلِ رِجلین سے عُدول کیا گیا ہے اور یہ رُخصت مناسب ہے کہ اسی کے ساتھ مقید ہو جس کے متعلق یہ رخصت وارد ہوئی ہے، اور اس میں رخصت سنت سے ثابت ہے، اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو چیز محفوظ اور مروج تھی وہ موزے اور ثخین جراب تھی اسی وجہ سے سنن کی روایت میں ہے (الجورب

المنعل)یعنی جس کے نیچے چمڑا لگا ہوا ہو، پس جب یہ ثابت ہو گا اب اگر کوئی آجائے اور وہ اس آدمی کے سامنے قیاس پیش کرے جو باریک اور خفیف جرابوں پر مسح کو جائز نہیں سمجھتا وہ کہے کہ میں رقیق جراب کا قیاس کرتا ہوں ثخین جراب پر، تو ہم کہیں گے کہ یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے، کیونکہ ثخین جراب موزے کے حکم میں ہے، اس لئے ثخین جرابوں پر موزے کا حکم جاری ہو گا اور ان پر مسح جائز ہے لیکن باریک وخفیف جرابیں موزوں کے حکم میں نہیں لہٰذا ان پر مسح جائز نہیں ہے، لہٰذا یہ قیاس باطل ہے۔**(شرح زاد المستقنع للشنقیطی: ص۲۶۲ج۱۵)**

(۵) فتویٰ علامہ محمد مختار الشنقیطی:

السؤال: ماحکم المسح علی الجوارب التی نلبسھا الیوم، ولا تری البشرۃ من خلالھا، ولٰکن بلل الماء الممسوح ینفذ من خلال الجورب ویصل الی البشرۃ؟

الجواب: المسح علی الجوربین سنۃ محفوظۃ عن رسول اللہ ﷺ کما فی الحدیث الصحیح عن المغیرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ: توضأ ومسح علی الجوربین وھذا ھو أصح قولی العلمائ، لٰکن یشترط فی الجورب وھو الشراب ان یکون ثخیناً، وأما الرقیق فالصحیح انہ لا یمسح علیہ وھو مذھب جماھیر العلماء رحمھم اللہ تعالیٰ، والدلیل لمن قال بجواز المسح علیہ ھو: القیاس علی الثخین، لانہ ما کان موجوداً علیٰ عھد النبی ﷺ، فقیس علی الثخین، والقیاس فی الرخص ضیق وضعیف، ھذا أوّلا، ثانیاً: ان ھذا القیاس مع الفارق، فان الرقیق اذا مسحتہ کأنک تمسح ظاھر القدم، ومذھب مسح ظاھر القدم یمکن ان یکون ارحم وافضل من مسح الرقیق، والثخین ینزل منزلۃ الخف، لان الخف من الجلد ساتر حافظ للقدم، وأما الرقیق فانہ لا یستر ولا ینزل منزلۃ الجورب ولا منزلۃ الخف، وعلیٰ ھذا فالواجب علی المسلم ان یستبرأ لدینہ، وان یحتاط لدینہ، خاصۃً امر الصلاۃ، فان أمرھا عظیم، ومن ھنا قال الامام الحافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ: ان اللہ فرض علینا غسل الرجلین بیقین، ولما جاءت أحادیث الخفین متواترۃ صحیحۃ عن رسول اللہ ﷺ عملنا بھا وانتقلنا الیٰ ھذہ الرخصۃ وعلیٰ ھذا فکذالک لما جاءتنا رخصۃ الجوربین نقول: انھا جاءتنا بحدیث صحیح بجوربین کانا ساترین لمحل الفرض، ولم تکن الجورب کھٰذہ الجوارب الموجودۃ الآن الشفافۃ الرقیقۃ، التی لو وضع الانسان اصبعہ لربما وجد حرارتہ علی بدنہ من رِقّتھا، فھی حوائل ضعیفۃ جداً، لا تنزل منزلۃ الحوائل الثخینۃ فی الجلد- کما فی الخف- ولا فی الجوربین، ومن ھنا اشترط بعض العلماء ان یکون الجورب منعلاً، لان الروایۃ فی الجوربین المنعلین، کل ھذا تحقیقاً لمماثلۃ الجورب للخف حتی یکون أشبہ بالخف، وعلیہ فان لا یجوز المسح الا علی شراب ثخین لا تری البشرۃ من ثخنہ، واللہ تعالیٰ أعلم۔

فضیلۃ الشیخ الامام شنقیطی سے سوال کیا گیا کہ آج کل جو ہم جرابیں پہنتے ہیں ان کے درمیان سے چمڑا نظر نہیں آتا لیکن پانی ان سے گذر کر چمڑے تک پہنچ جاتا ہے، اس کے جواب میں شنقیطی صاحب لکھتے ہیں:

جرابوں پر مسح کرنا سنت ہے، جو رسول اللہ ﷺ سے محفوظ ہے، جیسا کہ اس صحیح حدیث میں وارد ہے جو حضرت مغیرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضوء کیا اور جرابوں پر مسح کیا، علماء کے دو قولوں میں سے یہ قول زیادہ صحیح ہے، لیکن جرابوں پر مسح کے جواز کے لئے جرابوں کا ثخین ہونا شرط ہے، اور رقیق جرابوں پر صحیح بات یہ ہے کہ ان پر بھی مسح جائز نہیں، جمہور علماء کا مذہب یہی ہے، کیونکہ باریک جرابیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں موجود نہ تھیں، اور رقیقی جراب کے ثخین جراب پر قیاس کرنے کے دو جواب ہیں: (۱) رخصت والے امور پر قیاس کا دائرہ بہت تنگ ہے، اور ایسا قیاس بہت ہی کمزور ہے، (۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے کیونکہ رقیق جراب پر مسح کرنا ایسا ہے جیسا کہ ظاہرِ قدم پر مسح کرنا اور عین ممکن ہے کہ ظاہرِ قدم پر (مسح کرنے والا مذہب رافضیہ امامیہ کا تمہارے نزدیک) رقیق جراب پر مسح کرنے سے افضل اور زیادہ رحمت بھرا ہو (کیونکہ اس میں زیادہ سہولت ہے) ہاں البتہ ثخین جراب کو موزے کا حکم دیا جائے گا، کیونکہ موزہ چمڑے کا ہوتا ہے جو قدم کو چھپاتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے، جب کہ رقیق جراب پاؤں کو نہیں چھپاتی اس لئے نہ اس کو ثخین جراب کا حکم دیا جاسکتا ہے نہ موزے کا، بناء بریں ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے دین کے بارے میں احتیاط کرے، خصوصاً نماز کے بارے میں کیونکہ نماز کا معاملہ بہت ہی اہم ہے، اسی وجہ سے حافظ ابن عبد البرؒ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یقینی اور قطعی طور پر پاؤں کا دھونا فرض کیا ہے، اور جب موزوں پر مسح کی احادیثِ متواترہ صحیحہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے آگئیں، تو ہم نے ان پر عمل کیا اور اس رخصت کی طرح منتقل ہوگئے اور اسی طرح جب ہمارے پاس جرابوں پر مسح کی رخصت آئی تو ہم کہتے ہیں کہ یہ رخصت ہمارے پاس صحیح حدیث کے ساتھ آئی ہے، لیکن ایسی جرابوں کے بارے میں جو پاؤں کے محلِ فرض (یعنی ٹخنوں سمیت پورے پاؤں) کو ڈھانپ لیں اور موجودہ زمانہ کی باریک جرابیں جو پانی کو جذب کرتی ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کی سخت، موٹی اور پاؤں کو چھپانے والی جرابوں جیسی نہیں، موجودہ جرابیں تو ایسی ہیں کہ اگر انسان پر اپنی انگلی رکھ دے تو وہ اپنی انگلی کی حرارت کو جراب کے باریک و خفیف ہونے کی وجہ سے محسوس کرے گا، پس پانی اور قدم کے درمیان حائل ہونے والی یہ جرابیں کمزور ہیں، ان کو ان حائل ہونے والی چیزوں کا درجہ نہیں دیا جاسکتا، جو چمڑے کی طرح ٹھوس اور سخت ہیں، جیسے موزہ اور ثخین جرابیں اس لئے ان باریک جرابوں کو نہ موزے کا حکم دے سکتے ہیں، اور نہ ثخین جرابوں کے درجے میں رکھ سکتے ہیں، اسی وجہ سے بعض علماء نے جراب کا منعل ہونا شرط کیا ہے، کیونکہ حدیث منعل جرابوں کے بارے میں وارد ہوئی ہے، یہ سب کچھ جراب کی موزے کے ساتھ مماثلت ثابت کرنے کے لئے ہے، تاکہ جراب کی موزے کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مشابہت ہو جائے پس اس کے مطابق مسح صرف اور صرف ان جرابوں پر جائز ہے جو ثخین ہوں، اور ان کے نیچے پاؤں کی انگلیوں وغیرہ کی ساخت نظر نہ آئے۔ **(شرح زاد المستقنع للشنقیطی: ص ۳۵۶ ج ۲۴)**

(۲) **فتوی وہبہ زحیلی:**

قال ابو حنيفة: لا يجوز المسح على الجوربين، الا ان يكونا مجلدين او منعلين لان الجورب ليس في معنى الخف لانه لا يمكن مواظبة المشي فيه الا اذا كان منعلا، وهو محمل الحديث المجيز للمسح على الجورب، الا انه رجع الى قول الصاحبين في آخر عمره، وبه تبين ان المفتي به عند الحنفية: جواز المسح على الجوربين الثخينين، بحيث يمشي عليهما فرسخاً فأكثر ، ويثبت على الساق بنفسه، ولا يرى ما تحته ولا يشف۔۔۔۔۔وأجاز الشافعية المسح على الجورب بشرطين: أحدهما أن يكون صفيقاً لا يشف بحيث يمكن متابعة المشي عليه، والثاني أن يكون منعلاً فان اختل أحد الشرطين لم يجز المسح عليه لانه لا يمكن متابعة المشي عليه حينئذ واباح الحنابلة المسح على الجورب بالشرطين المذكورين في الخف، وهما: الاول: ان يكون صفيقاً لا يبدو منه شئ من القدم، الثاني: ان يمكن متابعة المشي فيه، وان يثبت بنفسه۔۔۔۔۔والراجح رأى الحنابلة لاستناده لفعل الصحابة والتابعين، ولما ثبت عن النبی ﷺ في حديث المغيرة، وهو الرأى المفتي به عند الحنفية۔

امام ابو حنیفہؒ نے کہاہے کہ جرابوں پر مسح جائز نہیں، الا یہ کہ وہ مجلد یا منعل ہوں کیونکہ جراب موزہ کے حکم میں نہیں آتی اس لئے کہ جرابوں میں (بغیر جوتی کے) لگاتار چلنا ممکن نہیں ہے ہاں اگر منعل ہوں تو چلنا ممکن ہے اور حدیث جورب کا محمل بھی یہی ہے (یعنی جورب منعل ہوں) مگر امام ابو حنیفہؒ نے اخیر عمر میں صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام احمدؒ) کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا اور امام ابو یوسف ااور امام احمد رحمہا اللہ نے کہاہے کہ ثخین جرابوں پر مسح جائز ہے اور مذہب حنفی میں فتوی اسی جواز والے قول پر ہے، بشر طیکہ وہ ثخین ہوں اور ان سے پانی نہ گزر سکے اور ان سے نظر نہ گزر سکے، کیونکہ جب جرابیں ثخین ہوں تو ان میں چلنا ممکن ہے اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حنفیہ کے نزدیک مفتی بہ قول یہ ہے کہ ثخین جرابوں پر مسح جائز ہے۔ اور ثخین کی ایک علامت یہ ہے کہ ان میں تین میل یا اس سے زیادہ چل سکیں اور وہ بغیر پکڑنے یا باندھنے کے پنڈلی پر کھڑی رہیں اور اس سے نظر آگے نہ گزر سکے نہ وہ پانی کو جذب کریں، اور شافعیہ نے دو شرطوں کے ساتھ جرابوں پر مسح کو جائز قرار دیا ہے۔ ایک یہ کہ وہ جرابیں اتنی سخت اور ٹھوس ہوں کہ ان میں (بغیر جوتی کے) چلنا ممکن ہو، دوسری یہ کہ وہ منعل ہوں پس اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو اس پر مسح جائز نہیں کیونکہ اس میں لگاتار چلنا ممکن نہیں، اور حنابلہ کے نزدیک بھی جرابوں پر مسح جائز ہے، لیکن اس کے لئے ان کے یہاں دو شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ جرابیں سخت اور موٹی ہوں دوسری یہ کہ ان میں (بغیر جوتی کے) چلنا ممکن ہو اور پنڈلی پر بغیر پکڑنے اور باندھنے کے کھڑی رہیں، ان میں سے حنبلیوں کا مذہب راجح ہے کیونکہ صحابہ اور تابعین نے ثخین جرابوں پر مسح کیا ہے، اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جرابوں پو مسح کیا ہے، حنفیہ کا مفتی بہ قول بھی یہی ہے۔ **(الفقہ الاسلامی وأدلتہ ص ۴۳۸،۴۳۹،۴۴۰ ج۱)**

(۷) فتوی الشیخ عبدالرحمن الجزیری:

ويقال لغير المتخذ من الجلد جورب، وهو الشراب المعروف عند العامة ولا يقال للشراب، خف، الا اذا تحققت فيه ثلاثة امور: أحدها ان يكون ثخيناً يمنع من وصول الماء الى ما تحته، ثانيها: ان يثبت على القدمين بنفسه من غير رباط، ثالثها: ان لا

يكون شفافا يرىٰ ماتحته من القدمين أو من ساتر آخر فوقهما، فلو لبس شرابا ثخيناً يثبت على القدم بنفسه ولٰكنه مصنوع من مادة شفافة يرىٰ ماتحتها فانه لا يسمىٰ خفاً ولا يعطى حكم الخف فمتىٰ تحققت فى الجوارب هذه الشروط كان خفاً كالمصنوع من الجلد بلا فرق ولا يشترط ان يكون له نعل وبذلك نعلم ان -الشراب- الثخين المصنوع من الصوف يعطىٰ حكم الخف الشرعى اذا تحققت فيه الشروط الآتى بيانه۔

پاؤں کے لئے چمڑے کے علاوہ کسی دوسری چیز سے جو بنایا جائے اسے جورب کہتے ہیں، جس کو عرف عرب میں شراب کہا جاتا ہے، یعنی جراب اور جراب کو خف نہیں کہا جاتا لیکن جب اس میں تین شرطیں ہوں تو وہ خف شمار ہوتا ہے، (۱) وہ جراب ثخین ہو یعنی اتنی سخت اور موٹی ہو کہ ایک طرف سے دوسری طرف پانی نہ گذر سکے (۲) قدموں پر بغیر باندھنے کے از خود کھڑی رہے (۳) اس سے نظر نہ گذر سکے، یعنی اس سے نیچے قدم نظر نہ آئے، پس جب جراب میں یہ تین شرطیں پوری ہوں تو وہ جراب بغیر کسی فرق کے چمڑے کے موزے کی طرح ہے، اور اس کا منعل ہونا بھی شرط نہیں ہے اس معلوم ہوا کہ اون سے تیار شدہ جراب میں جب یہ تین شرطیں محقق ہو جائیں تو وہ شرعی طور پر خف کے حکم میں آجاتی ہے۔ **(الفقہ علی المذھب الأربعۃ: ج ۱ ص ۱۲۰)**

(۸) فتویٰ مؤلف کتبِ فقہ:

ویمسح علیٰ مایقوم مقام الخفین: فیجوز المسح علی الجورب الصفیق الذی یستر الرجل من صوف أو غیرہ۔

اور اس چیز پر مسح کیا جائے گا جو موزوں کے قائم مقام ہو، پس اون وغیرہ کی سخت اور ٹھوس جراب جو پاؤں کو چھپائے اس پر مسح جائز ہے۔ **(کتب الفقہ: ج ۲ ص ۲۳)**

(۹) فتویٰ مفتی احمد الہریدی مفتی الدیار المصریہ:

یجوز المسح علی الجوربین شرعاً لأی شخص کان سلیماً أو مریضا، بشرط أن یکون ثخینین لا یشفان المائ۔

شرعی طور پر ہر شخص کے لئے جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے، خواہ تندرست ہو یا بیمار بشرطیکہ وہ جرابیں اتنی سخت اور ٹھوس ہوں کہ پانی کو جذب نہ کریں۔ **(فتاوی الأزھر: ج ۱ ص ۳۷)**

(۱۰) فتویٰ مفتی محمد خاطر:

یجوز المسح علی الجورب اذا کان ثخیناً یمنع وصول الماء الی ماتحته وان یثبت علی القدمین بنفسه من غیر رباطٍ والا یکون شفافاً یریٰ ماتحته من القدمین۔

ایسی جرابوں پر مسح جائز ہے جو اتنی سخت اور موٹی ہوں کہ پانی اس سے نیچے نہ گذر سکے اور بغیر باندھنے کے پاؤں پر کھڑی رہیں اور اس سے نیچے پاؤں کی انگلیوں کی ساخت نظر نہ آئے۔ **(فتاویٰ الأزہر: ج ۱ ص ۸۶)**

(۱۱) فتویٰ الشیخ عبد اللہ بن محمد بن احمد الطیار:

ذکر بعض الفقهاء ان من شروط المسح على الجورب کونه صفيقاً ساتراً، فان کان شفافاً يرىٰ من ورائه البشرة فلا يجوز المسح عليه وهذا الذی يراه شيخنا ابن باز رحمه الله۔

بعض فقہاء نے ذکر کیا ہے کہ جرابوں پر مسح کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ جراب سخت اور موٹی ہو اور پاؤں کے محلِ فرض کو چھپا دے، پس اگر اس سے نظر دوسری طرف گذر جائے اور اس سے پاؤں کی انگلیوں وغیرہ کی ساخت معلوم ہو جائے تو ان پر مسح جائز نہیں، اور یہی ہمارے شیخ ابن بازؒ کی رائے ہے۔ **(فتاوی الحج: ص ۱۲ ج ۸)**

(۱۲) فتوی الشیخ عبد العزیز ابن باز:

س: **ماهي الشروط التي يجب على المسلم مراعاتها عند المسح على الجوربين؟**

ج: **لا بد من ان يكونا ساترين -صفيقين-**

س: وہ کون سی شرطیں ہیں جن کی جرابوں پر مسح کے وقت مسلمان کے لئے رعایت کرنا ضروری ہے؟

ج: یہ ہے کہ وہ جرابیں پاؤں کے محلِ فرض کو چھپالیں نیز وہ سخت اور ٹھوس ہوں۔ **(فتاوی الشیخ ابن باز، فی المسح علی الخفین: ج ۱ ص ۴)**

(۱۳) فتوی الشیخ عبد العزیز ابن باز:

س: **قرأت عن مشروعية المسح على الخفين، فما هو وصف الخف، وهل ينطبق ذلک على الجورب حتى ولو كان رقيقاً؟**

ج: **الخف ما يتخذ من الجلد للرجلين يستر الرجلين، هذا خف يستر القدم والكعبين هذا يقال له خف، والجورب حكمه حكم الخف، اذا كان الجورب من صوف أو غيرها ساتراً للقدمين فانه يمسح عليه كالخف، بشرط ان يكون ساتراً أما ان كان شفافاً لا يستر فلا يمسح عليه، لا بد ان الجورب ساتراً كالخف للرجل للقدم والكعبين۔**

س: میں نے موزوں پر مسح کی مشروعیت کے بارے میں پڑھا ہے موزوں کی وصف کیا ہے اور کیا وہ وصف باریک جرابوں پر منطبق ہوتی ہے؟

ج: خف وہ ہے جو چمڑے سے پاؤں کے لئے بنایا جائے اور وہ دونوں پاؤں چھپالے یعنی قدم اور دونوں ٹخنے چھپالے اس کو موزہ کہا جاتا ہے اور اونی جراب کا حکم موزوں جیسا ہے بشرطیکہ وہ موزوں کی مثل قدم اور ٹخنوں کو چھپالے اور اگر اتنا باریک ہو کہ اس سے نظر گذر جائے تو ان پر مسح نہ کیا جائے۔ **(فتاوی الشیخ ابن باز فی المسح علی الخفین: ص:۵ ج۱)**

(۱۴) **فتوی الشیخ عبد العزیز ابن باز:**

س: ماالحکم فی المسح علی الجورب "الشراب" الشفافة؟

ج: من شرط المسح علی الجورب ان یکون صفیقاً ساتراً، فان کان شفافاً لم یجز المسح علیه، لان القدم والحال ماذکر فی حکم المکشوفة۔

س: باریک جراب پر مسح کا حکم کیا ہے؟

ج: جراب پر مسح کی شرائط میں سے یہ ہے کہ وہ سخت اور ٹھوس ہو اور پاؤں کو چھپالے، پس اگر شفاف ہو یعنی اس سے پانی اور نظر گذر جائے تو اس پر مسح جائز نہیں کیونکہ رقیق جراب والی حالت کھلے پاؤں کے حکم میں ہے۔ **(فتاوی الشیخ ابن باز فی المسح علی الخفین: ص۷ ج۱)**

(۱۵) **فتوی الشیخ عبد العزیز ابن باز:**

س: **اختلف العلماء فی حکم المسح علی الجوارب الرقیقة، فما هو الصحیح وما الدلیل علی عدم جواز المسح؟**

ج: **الصواب ان المسح یکون علی الساتر، الساتر الذی یستر القدمین لان الله تعالیٰ اباح لنا المسح علی الخفین رحمةً لنا، فاذا کان الخفان غیر ساترین لم یحصل المقصود، الاقدام-ظاهرة والظاهر حکمه الغسل، والنبی ﷺ-مسح هو والصحابه علی خفین ساترین، فالواجب التأسی بهم لانهم مسحوا علی اخفاف وعلیٰ جوارب ساترة، فلایجوز ان یمسح علی جوارب أو اخفاف غیر ساترة۔**

س: شیخ عبد العزیز بن بازؒ سے سوال کیا گیا کہ باریک جرابوں پر مسح کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے، صحیح کیا ہے، اور باریک جرابوں پر مسح کے عدمِ جواز پر دلیل کیا ہے؟

ج: شیخ نے اس کے جواب میں فرمایا: درست بات یہ ہے کہ مسح اس چیز پر جائز ہے جو دونوں پاؤں کو چھپالے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہمارے لئے موزوں پر مسح کرنا جائز کیا ہے، اور جب موزے پاؤں کو نہ چھپائیں تو مقصود حاصل نہیں ہوتا اور ان سے قدم (کی ساخت) ظاہر ہو جاتی ہے اور قدم ظاہر ہو تو اس کا حکم غسلِ رجلین ہے، نبی کریم ﷺ اور اصحاب النبی ﷺ نے ایسے موزوں پر مسح کیا ہے، جو قدموں (کی ساخت) کو چھپاتے تھے، پس ان کے عمل کو اسوہ بنانا واجب ہے، اور انہوں نے مسح کیا ہے موزوں پر اور ایسی جرابوں پر جو (پاؤں کی ساخت کو) چھپا لیتی تھیں پس ایسے موزے اور ایسی جرابیں جو پاؤں (کی ساخت) کو نہ چھپائیں ان پر مسح کرنا جائز نہیں۔ **(فتاویٰ الشیخ ابن باز فی المسح علی الخفین: ج ا ص ۸)**

(۱۶) فتوی الشیخ عبد اللہ بن جبرین:

السوال: ماالفرق بین الخف والجورب؟

الجواب: الفرق بینهمافی الصفةظاهر، فان الخف هو مایعمل من الجلود، فیفصل علی قدر القدم، . . . ویلحق به ایضاًمایصنع من الربل یحصل بهاالمقصود من السترو التدفئة، سواءسمیت كنادر، وبسطاراً، اوجزمةأوغیرذلک، ویدخل فی الخف ما یسمیٰ بالموق والجرموق ونحوذلک، ویثبت بنفسه ویلبس للتدفئة، اماالجورب، فهوفی الاصل ماینسج من الصوف الغلیظ ویفصل علی قدر القدم الی الساق، ویثبت بنفسه ولاینعطف ولاینكسر لمتانته وغلظه، فهواذالبس وقف علی الساق ولم ینكسر، والعادةانه لایخرقه الماءلقوةنسجه، ویشبه بیوت الشعر التی تنصب للسكنیٰ ولایخرقهاالمطر، فكذلک الجوارب فی ذلک الوقت، حتیٰ انهاالغلظهایمكن مواصلةالمشی فیهابدون نعلٍ أوكنادر، ولایخرقهاالمائ، ولایتأثر من مشیٰ بها بالحجارةولابالشوک ولابالرمضاءأوالبرودة۔

واختلف: هل یشترط ان تنعل، ای یجعل فی موطنهانعل أی جلدغنم او ابل یخرزفی اسفلها، فاشترط ذلک بعض العلماءالذین اجازواالمسح علی الجوارب، قال الموفق: فی "المعلیٰ" وقال ابوحنیفه ومالک والأوزاعی والشافعی: لا یجوزالمسح علیهماالاأن ینعلا، لأنهمالایمكن متابعةالمشی فیهما، فلم یجزالمسح علیهماكالرقیقتین۔انتهی۔

وقال الدردیرفی "الشرح الصغیر" ومثل الخف الجورب، : بشرط جلدطاهرخرزوسترمحل الفرض، وامكن المشی فیه عادةبلاحائل۔

وقدتبین من هذه النقول ونحوهاان الجورب لابدان یكون صیفقاًیمكن المشی فیه وحدة، وقداعتمدالامام احمد فی اباحةالمسح علی الجوارب ونحوهاعلی ماروی عن الصحابة، فقدذكرابوداؤدتسعةمن الصحابةمسحواعلیها، وزاد الزركشی اربعة، ای ثلاثةعشرصحابیا، ولكن قدذكرناان الجوارب فی عهدهم كانت غلیظةقویة، ولهذاقال الخرقی فی "المختصر" وكذالک الجورب الصفیق الذی لایسقط اذامشیٰ فیه، قال فی المغنی: انمایجوزالمسح علی الجورب

بالشرطين اللذين ذكرناهما في الخف، احدهما ان يكون صفيقاً لا يبدو منه شئی من القدم، الثانی: ان يكون المشی فيه، قال احمد فی المسح علی الجوربين بغير نعل اذا كان يمشی عليهما ويثبتان فی رجليه، فلا باس، وفی موضع قال: يمسح عليهما اذا ثبتا فی العقب، وفی موضع قال: ان كان يمشی فيه، فلا ينثنی، فلا باس بالمسح عليه، فانه اذا انثنی ظهر موضع الوضوئ، ولا يعتبر ان يكونا مجلدين۔

ثم ذكر ان المسح عليهما عمدته فعل الصحابة، وثم يظهر لهم مخالف فی عصرهم، فكان اجماعاً، ولانه ساتر لمحل الفرض۔

وحيث ان الخلاف فی المسح علی الجوارب قوی، حيث منعه اكثرهم، واشترط بعضهم ان يكون مجلداً، ای فی اسفله من ادمٍ مربوطةٍ فيه لا تفارقه، وكذا اشترط الباقون ان يكون صفيقاً يمكن المشی فيه بلا نعل او جزمة، وان يكون صفيقاً لا يخرقه المائ، فان هذا كله مما يؤكد علی من لبسه الاحتياط وعدم التساهل، فقد ظهرت جوارب منسوجة من صوف أو قطن أو كتان، وكثر استعمالها، ولبسها الكثيرون بلا شروط، رغم انها يخرقها المائ، وانها تمثل حجم الرجل والاصابع، ولبست منعلة، ولا يمكن المشی فيها، بل لا يواصل فيها المشی الطويل الا بنعل منفصلةً أو بكنادر أو جزمة فوقها، وهكذا تساهلوا فی لبس جوارب شفافة قد تصف البشرة، ويمكن تمييز الاصابع والاظافر من ورائها، ولا شك ان هذا الفعل تفريط فی الطهارة يبطلها عند كثير من العلمائ، حتیٰ من اجازوا المسح علی الجوارب، حيث اشترطوا صفاقتها وغلظها، واشترط اكثرهم ان تكون مجلدة أو يمكن المشی فيها۔

سوال: شیخ عبد اللہ بن جبرین سے سوال کیا گیا کہ موزے اور جورب کے درمیان کیا فرق ہے؟

جواب: شیخ نے اس کے جواب میں فرمایا: ان کے درمیان حقیقت اور بناوٹ کے لحاظ سے تو فرق ظاہر ہے، وہ یہ ہے کہ موزہ چمڑے سے بنایا جاتا ہے، اور وہ ٹخنوں اور قدم کو چھپالیتا ہے (یعنی اس میں انگلیوں اور قدم کی ہڈی اور ٹخنوں کی ساخت جدا جدا ظاہر نہیں ہوتی) اور جو چیزیں چمڑے جیسے مواد سے بنائی جاتی ہیں جیسے ربڑ وغیرہ ان کے ساتھ قدم کے محل فرض کو چھپانے اور گرمائش حاصل کرنے والا مقصد بھی حاصل ہو جاتا ہے ان کو بھی موزے کے ساتھ لاحق کیا جائے گا خواہ ان کا نام کچھ اور ہو جیسے کنادر (بوٹ) بسطار (فوجی بوٹ) جزمہ (جوگر) موق، جرموق وغیرہ، جب کہ وہ قدم اور پنڈلی پر بغیر پکڑنے اور باندھنے کے کھڑی رہیں اور بغیر جوتی کے چلیں تو وہ پاؤں سے نہ گریں۔

جورب (۱) موٹے اون سے بنائے جاتے ہیں (۲) پورے قدم کو پنڈلی تک چھپالیتے ہیں، (۳) وہ سخت اور موٹے ہونے کی وجہ سے بغیر پکڑنے اور باندھنے کے از خود سیدھے کھڑے رہتے ہیں، نہ وہ ٹیڑھے ہوتے ہیں نہ ٹوٹتے ہیں، پس جب وہ پہنے جاتے ہیں تو پنڈلی پر سیدھے کھڑے رہتے ہیں ٹوٹتے ومڑتے نہیں، (۴) بنائی کے ٹھوس اور مضبوط ہونے کی وجہ سے ان سے پانی نہیں گذر سکتا وہ بالوں کے ان

خیموں کے مشابہ ہوتے ہیں جو رہائش کے لئے نصب کئے جاتے ہیں اور بارش ان سے نہیں گذر سکتی (۵) بغیر جوتی اور بغیر بوٹ کے ان میں لگاتار چلا جاسکتا ہے، اور جورب پہن کر چلنے والا پتھر، کانٹے اور گرمی، سردی کی تکلیف سے متأثر نہیں ہوتا، فکذالک الجوارب فی ذالک الوقت، رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یہی جورب تھے۔

جورب کا شرعی حکم:

جورب پر مسح کے جواز کے لئے جورب کا منعل ہونا شرط ہے یا نہیں؟

بعض علماء کے نزدیک شرط ہے امام موفق، ابن قدامہؒ نے المغنی میں فرمایا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ امام اوزاعیؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جرابوں پر مسح تب جائز ہے، جب وہ منعل ہوں کیونکہ ان ثخین جرابوں میں لگاتار چلنا ممکن نہیں، لہٰذا ان پر رقیق جرابوں کی طرح مسح کرنا جائز نہیں، اور محقق دردیرؒ شرح صغیر میں فرماتے ہیں: اور موزے کی طرح جراب کا حکم ہے، بشرطیکہ اس پر چمڑا چڑھا ہوا ہو، وہ پاک ہو، سلی ہوئی ہو اور محلِ فرض کو چھپالے اور اس میں بغیر کسی حائل (جوتی وغیرہ) کے عادۃً چلنا ممکن ہو، ان نقول سے اور ان جیسی دوسری نقول سے ظاہر ہوگیا کہ جراب اتنی قوی اور مضبوط ہو کہ بغیر جوتی کے فقط ان میں چلنا ممکن ہو اور تحقیق امام احمدؒ نے جرابوں پر مسح کے جواز میں ان آثار پر اعتماد کیا ہے، جن میں صحابہؓ کے جرابوں پر مسح کرنے کا ذکر ہے، ابو داوٗدؒ نے نو صحابہؓ کا ذکر کیا ہے، زرکشیؒ نے اس پر چار کا اضافہ کیا ہے، تو کل صحابہ تیرہ ہوگئے، لیکن ہم نے یہ ذکر کر دیا ہے کہ صحابہؓ کے زمانے میں جرابیں موٹی اور سخت و مضبوط ہوتی تھیں اسی وجہ سے خرقیؒ نے "مختصر" میں کہا ہے کہ موزے کی طرح اس جراب پر بھی مسح جائز ہے جو اتنی سخت اور موٹی اور مضبوط ہو کہ (بغیر جوتی کے) اس میں چلیں تو وہ نہ گریں، اور "المغنی" لابن قدامہؒ میں ہے کہ جرابوں پر مسح ان دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے جن کا ہم نے موزے کے بیان میں ذکر کیا ہے، ایک یہ کہ وہ جراب اس قدر موٹی اور سخت ہو کہ قدم کا کوئی حصہ اس کے ساتھ ظاہر نہ وہ، دوسری یہ کہ اس میں (بغیر جوتی کے) لگاتار چلنا ممکن ہو، امام احمدؒ نے غیر منعل جراب کے متعلق فرمایا کہ جب (بغیر جوتی کے) ان میں چلیں اور وہ پاؤں میں ثابت رہیں، گرے نہیں تو ان پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں، ایک اور موقع پر امام احمدؒ نے فرمایا جرابوں پر تب مسح کیا جائے گا جب وہ چلنے میں ایڑی میں ثابت رہیں ایک مرتبہ فرمایا: کہ جب چلنے میں جراب نہ مڑیں تو اس پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ جب وہ مڑیں گی تو وضو کی جگہ ظاہر ہو جائے گی اور اس کے مجلد ہونے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، پھر امام احمدؒ نے ذکر فرمایا کہ جرابوں پر مسح کی بنیاد صحابہؓ کا عمل ہے اور ان کے زمانہ میں کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی لہٰذا اس کے جواز پر اجماع ہوگیا اور اس لئے بھی جائز ہے کہ یہ محلِ فرض کے لئے ساتر ہے جب جرابوں کے مسئلہ میں شدید اختلاف ہے (۱) اکثر اہلِ علم نے اس کو ممنوع قرار دیا ہے، (۲) بعض (امام شافعیؒ) نے یہ شرط لگائی کہ اس کے نیچے اس طرح چمڑا لگا ہوا ہو جو اس سے جدا نہ ہو سکے (۳) باقی حضرات (امام ابو حنیفہؒ، امام احمدؒ) نے یہ

شرط لگائی ہے کہ صفیق ہو یعنی اتنی سخت اور موٹا و مضبوط ہو کہ بغیر جوتی وغیرہ کے اس میں چلنا ممکن ہو اور پانی بھی اس سے نہ گذر سکے جراب پر مسح کے بارے میں یہ ساری تفصیل و تحقیق اس آدمی پر احتیاط اور غفلت کے ترک کو لازم کرتی ہے جو جرابیں پہنتا ہے اور اب ایسی جرابیں وجود میں آچکی ہیں جو اونی، روئی السی سے بنی ہوئی ہیں اور بہت سارے لوگ مذکورہ بالا شرط کی رعایت کئے بغیر پہنتے ہیں، پانی ان سے گذر جاتا ہے اور وہ پاؤں کے حجم کی انگلیوں کی تصویر پیش کرتی ہیں کہ منعل بھی نہیں اور بغیر جوتی کے ان میں لگاتار چلنا بھی ممکن نہیں بلکہ جب تک ان پر جوتی، بوٹ اور جو گر نہ ہو اس میں لگاتار طویل مسافت کرنا ممکن نہیں بعض لوگ آسانی اور سہولت پسندی کی وجہ سے طہارت کے معاملہ میں اتنی کوتاہی کرتے ہیں کہ وہ ایسی جرابوں پر مسح کرتے ہیں جب کے باریک و خفیف ہونے کی وجہ سے چمڑے تک پانی پہنچ جاتا ہے اور ان میں انگلیاں اور ناخن جدا جدا نظر آتے ہیں ان کا یہ مسح والا عمل اہلِ علم کے نزدیک وضو کو باطل کر دیتا ہے کیونکہ جن علماء نے جرابوں پر مسح کو جائز کہا ہے تو انہوں نے ان کے سخت اور موٹے اور مضبوط ہونے کی شرط لگائی ہے حتیٰ کہ ان میں بغیر جوتی کے طویل مسافت تک لگاتار چلنا ممکن ہو اور ان میں سے اکثر نے یہ شرط لگای کہ وہ مجلد یا منعل ہوں۔ **(فتاویٰ الشیخ ابن جبرین: ج ا ص ۱۱ تا ۱۴)**

(۱۷) فتوی الشیخ عبد اللہ بن غدیان والشیخ عبد الرزاق العفیفی والشیخ ابن باز:

س: فی السمح علی الجورب اثناء الوضوء ھل یشترط سمک معین للجورب أم لا؟

ج: **الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی رسولہ وآلہ وصحبہ...... وبعد: یجب ان یکون الجورب صفیقاً لا یشف عما تحتہ۔**

سوال: اثنائے وضوء میں جرابوں پر مسح کے متعلق سوال: کیا ان جرابوں کے ٹھوس اور موٹے ہونے کی حد معین ہے یا نہیں؟

جواب: حمد و صلاۃ کے بعد: جرابوں کا اتنا سخت اور موٹا ہونا واجب ہے کہ اس کے نیچے پانی نہ پہنچے۔ **(فتاوی اللجنۃ الدائمۃ: ص ۲۴۷ ج ۵)**

(۱۸) فتوی مفتی احمد الھریدی مفتی الدیار المصریہ:

المقرر شرعاً فی فقہ الحنفیۃ انہ لا یجوز المسح علی الجوربین عند ابی حنیفۃ الا ان یکونا مجلدین او منعلین، وقال الصاحبان: (محمد و ابو یوسف) یجوز المسح علیھما اذا کانا ثخینین لا یشفان لانہ یمکن المشی فیھما اذا کانا ثخینین وھو ان یستمسک علی الساق من غیر ان یربط بشئی فاشبہ الخف، وعن ابی حنیفۃ انہ رجع الی قول الصاحبین، وعلیہ الفتوی، ھذا ھو حکم الشرع انہ یجوز المسح علی الجوربین شرعاً ویقوم مقام الغسل بالماء لأی شخص سلیماً کان أو مریضا بشرط ان یکون الجورب ان ثخینین لا یشفان المائ۔......

ایک صاحب جو پاؤں کی انگلیوں میں تکلیف کی وجہ سے جرابوں پر مسح کرتے تھے ان کے سوال کے جواب میں مفتی احمد بریدی صاحب نے لکھا: فقہ حنفیہ میں شرعی حکم یوں ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جرابوں پر مسح تب جائز ہے جب وہ مجلد یا منعل ہوں اور صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہا اللہ) کے نزدیک جب ثخین ہوں اور پانی کو جذب نہ کریں تو ان پر بھی مسح جائز ہے اس لئے کہ جب وہ ثخین ہوں یعنی باندھے بغیر پنڈلی پر کھڑے رہیں تو ان میں بغیر جوتی کے چلنا ممکن ہے۔ ان صفات کی وجہ سے یہ موزے کے مشابہ ہو جاتی ہیں اس لئے ان پر مسح جائز ہو گا لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس قول سے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہا اللہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا اور فتوی اسی پر ہے۔ جرابوں پر مسح کرنے کا شرعی حکم یہ ہے کہ ہر شخص کے لئے خواہ تندرست ہو یا بیمار ہو جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے اور یہ پاؤں دھونے کے قائم مقام ہے شرطیکہ وہ جرابیں ثخین ہوں اور پانی کو جذب نہ کرتی ہوں۔ **(فتاوی الازہر ج ۱ ص ۳۷)**

(۱۹) فتوی محمد بن ابراہیم آل الشیخ رئیس الجامعۃ الاسلامیۃ فی المدینۃ المنورۃ و رئیس رابطۃ العالم الاسلامی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ و مغفرتہ و مرضاتہ نستفتی من سماحتکم هل تجوز الصلاۃ بالمسح علی الشراب کالقطن و الصوف الصناعی الموجود الآن بالاسواق؟

ج: الحمد للہ اذا کان صفیقاً لا یصف البشرۃ یثبت بنفسہ سائراً للمفروض جاز المسح علیہ۔

س: ہم آپ جناب سے فتوی طلب کرتے ہیں کہ کیا روئی اور اون کی بنی ہوئی جراب جو اس وقت بازاروں میں پائی جاتی ہے اس پر مسح کر کے نماز پڑھنا جائز ہے؟

ج: الحمد للہ! جب جراب ثخین ہو جو پاؤں کی ساخت کو ظاہر نہ کرے اور بغیر باندھے پنڈلی پر ٹکی رہے اور پاؤں کی فرض مقدار کو ڈھانپ لے اس پر مسح جائز ہے۔ (فتاوی و رسائل محمد بن ابراہیم آل الشیخ ج ۲ ص ۲۹۴)

(۲۰) **فتوی الشیخ عطیہ صقر**

س: رجل یقول: أنا دائم السفر، و اعلم ان المسح علی الجورب من الرخص المباحۃ للمسلم۔۔۔۔۔۔فما شروط المسح علی الجورب؟

ج: قال العلماء: و یشترط فی صحۃ المسح علی الجورب ان یکون ثخیناً، فلا یصح المسح علی الرقیق الذی لا یثبت علی الرجل بنفسہ من غیر رباط، و لا علی الرقیق الذی لا یمنع وصول الماء الی ماتحتہ، و لا علی الشفاف الذی یصف ماتحتہ رقیقاً کان او ثخیناً، و لم یخالف احد من الائمۃ الاربعۃ فی ذلک، بل زاد المالکیۃ ان یجلد ظاہرہ و ہو مایلی السماء، و باطنہ و ہو مایلی الارض، و علی ہذا فلا یجوز المسح علی الجوارب المعروفۃ الآن مادامت لا تمنع وصول الماء، لان القصد الاساسی من

المسح هو عدم وصول الماء الی الجسم، فان کانت بالمواصفات المذکورۃ فلا بأس بالمسح علیھا، ولا ینبغی ان یؤخذ جواز المسح علی اطلاقه، ولا ان تکون التسمیة لمجرد الشبه کافیة فی الالحاق بالمشبه به فی الحکم۔

س: ایک آدمی نے کہا کہ میں ہمیشہ سفر پر رہتا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ جراب پر مسح کرنا مسلمان کے لئے جائز ہے، لیکن یہ فرمائیں کہ جراب پر مسح کرنے کی شرطیں کیا ہیں؟

ج: علماء نے کہا ہے کہ جراب پر مسح کی صحت کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ ثخین ہو پس باریک جراب جو بغیر باندھے پنڈلی پر نہ ٹکے اس پر مسح کرنا صحیح نہیں اور اس باریک جراب پر مسح کرنا بھی جائز نہیں جو قدم تک پانی کو پہنچنے سے نہ روک سکے، اور نہ اس جراب پر مسح صحیح ہے جو پاؤں کی انگلیوں اور ناخنوں کی کیفیت کو ظاہر کرے خواہ وہ جراب رقیق ہو یا ثخین اور اس میں ائمہ اربعہ میں سے کسی کا اختلاف نہیں بلکہ مالکیہ نے مزید ایک شرط کا اضافہ کیا ہے کہ اس جراب کے اوپر اور نیچے چمڑا لگا ہوا ہو (یعنی مجلد ہو) پس اس تفصیل کے مطابق ان جرابوں پر جواب معروف ہیں جب کہ وہ پانی کو قدم تک پہنچنے سے نہ روکیں ان پر مسح جائز نہیں کیونکہ مسح کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ جسم تک پانی نہ پہنچے پس اگر جرابوں میں مذکورہ صفات وشرائط پائی جائیں تو ان پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن ہر قسم کے جراب پر مسح کے جواز کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں اور نہ ہی محض نام کی مشابہت مسح کے جواز کے لئے کافی ہے۔ **(فتاوی عطیہ صقر ج ا ص ۹۳)**

(۲۱) فتوی الشیخ محمد حسن الددو الشنقیطی

السؤال: ماحکم المسح علی الجوارب؟

الاجابة: انه ثبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم المسح علی الخفین من روایة خمسة وسبعین من اصحابه وهو متواتر، والخفان ما کانا من جلد ویقاس علیه ما کان ثخیناً یشبهه کما کان من البلاستیک قویا سائر أمثل النعال المحیطة بالرجل من المواد الصلبیة، مثل النعال التی تتخذ من البلاستیک ومن الجلد الصناعی ونحو ذلک فهذه کلها یمسح علیها اما الجوارب الرقیقة فان الذی یبدو لی انها یحل المسح علیها وقد ورد عن بعض الصحابة المسح علی الجوربین کما فی حدیث أنس بن مالک حین جاء من العراق فمسح علی جوربین له، فأنکر علیه ابو طلحة فقال: أعراقیة؟ فقال أنس: وهل هما الا خفان من صوف۔ وهذا استدل به جمهور اهل العلم کما قال الترمذی ﷺ وذهب الی ذلک أکثر أهل العلم اذا کان الجورب ثخیناً، والمقصود بالثخین الذی یغنی غناء النعل، معناه الذی یستطیع الشخص ان یمشی به، فما کان کذلک یجوز المسح علیه، وهو غیر موجود الیوم او نادر جداً، ومن النادر جداً ان یوجد جورب ثخین بحیث یغنی عن النعل۔

سوال: جرابوں پر مسح کا کیا حکم ہے؟

جواب: موزوں پر مسح رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، جس کو ۷۵ صحابہ کرام نے روایت کیا ہے اور یہ متواتر ہے موزے چمڑے کے ہوتے ہیں اور ان پر اس جراب وغیرہ کو قیاس کیا جائے گا۔ جو ان کی طرح سخت اور موٹی ہو جیسے کوئی چیز پلاسٹک سے بنی ہوئی ہو جو مضبوط ہو اور پاؤں کو چھپالے مثلاً وہ جوتیاں جو سخت مادے سے بنی ہوئی ہوں اور پورے پاؤں کو ڈھانپ لیں یا وہ جوتیاں جو لاسٹک اور مصنوعی چمڑے وغیرہ سے بنائی جاتی ہیں ان تمام پر مسح جائز ہے۔ لیکن باریک جرابوں پر میرے نزدیک مسح کرنا جائز نہیں، تحقیق بعض صحابہ کرام سے جرابوں پر مسح کرنا مروی ہے جیسے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب وہ عراق سے آئے اور اپنی جرابوں پر مسح کیا تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: کیا یہ عراق کا مسئلہ ہے؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بھی تو اون کے ایک قسم کے موزے ہیں۔ اس سے جمہور اہل علم نے استدلال کیا ہے جیسا کہ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے جب جرابیں ثخین ہوں (تو ان پر مسح جائز ہے) اور ثخین سے مراد وہ جراب ہے جو جوتی کا کام دے یعنی اس کے ساتھ (بغیر جوتی کے) چلنا ممکن ہو پس جو جراب اس جیسی ہو اس پر مسح جائز ہے اور ایسی جراب موجودہ دور میں نہیں پائی جاتی ہے یا انتہاء نادر ہے ایسی ثخین جراب جو جوتی کا کام دے اس کا ملنا انتہائی مشکل ہے۔

(۲۲) فتوی الشیخ الامین الحاج محمد احمد

س: ماحکم المسح علی الجورب؟

ج: ذهب اهل العلم رحمهم الله تعالیٰ فی المسح علی الجورب ثلاثة مذهب، هی:

(1) المسح علی الجوارب الصفیقة التی تغطی الارجل الی الکعبین، الثابتة عند المشی۔
(2) المسح علی الجوربین لایجوز الا اذا کانا منعلین - وهذا مذهب الشافعی و قول لمالک رحمهم الله۔
(3) لا یمسح علی الجوربین و لو کانا مجلدین، وهذا مذهب مالک و من وافقه۔

والذی یترجح لدیَ ان المسح علی الجوربین جائز و رخصه کما قال اصحاب المذهب الاول لمن شاء ان یمسح علیه، بالشرطین السابقین۔ (۱) ان یکونا صفیقین (۲) ان یثبتا حال المشی و لا ینشنیان بحیث ینکشف الکعبان۔

سوال: جرابوں پر مسح کا کیا حکم ہے؟

جواب: جرابوں پر مسح کے متعلق علماء کے تین مذہب ہیں (۱) ان جرابوں پر مسح جائز ہے، جو سخت ہوں اور ٹخنوں سمیت پاؤں کو ڈھانپ لیں اور ان میں (بغیر جوتی کے) چلیں تو پاؤں پر کھڑی رہیں، (۲) جرابوں پر مسح تب جائز ہے جب وہ منعل ہوں یہ امام شافعیؒ کا مذہب ہے اور امام مالکؒ کا ایک قول ہے، (۳) جرابوں پر مسح جائز نہیں اگر چہ وہ مجلد ہوں یہ امام مالکؒ اور ان کے متبعین کا مذہب ہے،

وضاحت:

احناف بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر کسی جراب میں یہ شرطیں پائی جائیں چاہے وہ چمڑے کی ہوں یا نہ ہوں ،ان پر مسح جائز ہو گا۔کیونکہ اسلاف کی بیان کردہ شرائط اس میں پائی جارہی ہیں۔لہذا غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ احناف جرابوں پر مسح کے قائل نہیں ہیں باطل ومردود ہے۔البتہ یہ بات ثابت ہے کہ غیر مقلدین جو اسلاف کے فہم سے قرآن وحدیث ماننے کا دعوہ کرتے ہیں ،خود انہوں نے جراب پر مسح کے مسئلے میں سلف ،فقہاء اور محدثین کو چھوڑا ہے۔جسکی تفصیل آگے آرہی ہے۔

نوٹ :

بازار میں آج کل جو جراب اون (woollen)اور مختلف کپڑے کی موجود ہے ان پر مسح قطعاً جائز نہیں کیونکہ اوپر ذکر کی گئی شرطیں اس قسم کی جراب میں نہیں پائی جاتیں۔لہذا ایسی جراب پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ

- امام نووی ؒ(م ۶۷۶ھ)

- امام ابو محمد عبدالرحمن بن ابراہیم المقدسی ؒ(م ۶۲۴ھ)

- امام موفق الدین ابن قدامہ ؒ(م ۶۲۰ھ)

- امام ابو بکر السرخسی ؒ(م ۴۸۳ھ)

- امام ماوردی ؒ(م ۴۵۰ھ)

میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ جو شخص جرابوں پر مسح کرنا چاہے اس کے لئے جرابوں پر مسح کرنا دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے جیسا کہ پہلے مذہب والوں نے کہا ہے،(۱) وہ جرابیں سخت ہوں (۲) چلنے کے وقت وہ پاؤں پر (بغیر باندھنے کے) کھڑی رہیں اور اتنی نہ مڑیں کہ ٹخنے ظاہر ہو جائیں۔

- امام ابن نجیمؒ(م ۹۷۰ھ)[ثقہ،فقیہ][66]

- امام برہان الدین محمود بن احمد البخاریؒ(م ۶۱۶ھ) [صدوق][67]

- امام ابو بکر محمد بن احمد علاء الدین سمرقندیؒ(م ۵۴۰ھ)[شیخ،صدوق][68] اور ان علاوہ بھی کئی فقہاء ومحدثین نے باریک جراب پر مسح کو ناجائز قرار دیا ہے۔(**المجموع :ج: اص: ۴۹۹،العدہ شرح عمدہ ج:اص: ۴۰،المغنی ج: اص: ۳۷۴،المبسوط ج: اص: ۱۰۲،الحاوی الکبیر ج: اص: ۳۵۶،البحر الرائق ج: اص: ۱۹۲،المحیط البرہانی ج:اص: ۱۶۹، ۱۷۰،تحفۃ الفقہاء ج:اص: ۸۶**)

آخری بات:

قارئین ! سلف صالحین ،فقہاء اور محدثین نے تو جرابوں کو شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے ،لیکن موجودہ غیر مقلدین ان شرائط کا انکار کرتے ہیں اور یہ فتوی دیتے ہیں کہ باریک اور اون کی جرابوں پر بھی مسح جائز ہے۔(**فتاوی علماء حدیث ج: اص:۹۹، ۱۰۰،فتاوی اصحاب الحدیث ج:اص:۶۷**)

پھر دوسری طرف غیر مقلدین اہل حدیث حضرات ہر وقت یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ اپنی عقل کو چھوڑ کر سلف صالحین کے فہم کے مطابق قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں :

---

[66] **قال تقي الدين بن عبد القادر التميمي الغزي: كان إماماً، عالماً عاملاً، مؤلفاً مُصنفاً، ماله في زمنه نظيرٌ, قال أبو المعالي محمد بن عبد الرحمن بن الغزي: (هو) الإمام العلامة الفقيه, قال نجم الدين محمد بن محمد الغزي: زين بن نجيم الشيخ العلامة، المحقق المدقق الفهامة, قال خير الدين الزركلي: (هو) فقيه حنفي، من العلماء مصري, وفي شذرات الذهب هو الإمام العلّامة، البحر الفهامة، وحيد دهره، وفريد عصره، كان عمدة العلماء العاملين، وقدوة الفضلاء الماهرين، وختام المحقّقين والمفتين.** (الطبقات السنية : ص **289**, ديوان الإسلام : ج **4** : ص **338**, الكواكب السائرة : ج **3** : ص **137**, الأعلام : ج **3** : ص **64**, شذرات الذهب : ج **10** : ص **523**)

[67] **قال حاجي الخليفة: (هو) الشيخ، الإمام، العلامة, قال خير الدين الزركلي: (هو) من أكابر فقهاء الحنفية. عدّه ابن كَمَال باشا من المجتهدين في المسائل. وهو من بيت علم عظيم في بلاده, قال عبد الحي الكنوي: كان من كبار الائمة واعيان فقهاء الامة اماما ورعا مجتهدا متواضعا عالما كاملا بحرا زاخرا حبرا فاخرا.** (كشف الظنون :ج **2** : ص **1619**, الأعلام : ج **7** : ص **161**, الفوائد البهية : ص **205**)

[68] **قال الامام علاء الدين الكاساني: (هو) أُسْتَاذِ وَارِثِ السُّنَّةِ، وَمُوَرِّثِ الشَّيْخِ الْإِمَامِ الزَّاهِدِ عَلَاءِ الدِّيْنِ رَئِيسِ أَهْلِ السُّنَّةِ, قال أبو سعد السمعاني: (هو) إمام فاضل في الفتوى والمناظرة والأصول والكلام, قال عبد الحي الكنوي: (هو) شيخ كبير فاضل جليل القدر.** (بدائع الصنائع: ج **10** : ص **4349**, المنتخب من معجم شيوخ السمعاني : ص **1393**, , الفوائد البهية : ص **158**)

(۱)　اہل حدیث حضرات کے محدث حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں کہ صحیح العقیدہ محدثین کرام اور تقلید کے بغیر سلف صالحین کے فہم پر کتاب وسنت کی اتباع کرنے والوں کا لقب اور صفاتی نام اہل حدیث ہے۔اہل حدیث کے نزدیک قرآن مجید،احادیث صحیحہ (اور سلف صالحین کے فہم پر)اور اجماع شرعی حجت ہے۔**(مقالات ج:۱ص:۱۷۵)**

(۲)　غیر مقلد سید محمد سبطین شاہ نقوی صاحب لکھتے ہیں کہ:اہل حدیث قرآن وحدیث،اجماعِ امت اور اجتہاد شرعی کو حق مانتے ہیں،ان کے نزدیک قرآن وسنت کا وہی فہم معتبر ہے جو محدثین کا اتفاقی فہم ہے۔**(ضرب حق شمارہ نمبر۱ص:۵)**

(۳)　مشہور اہل حدیث علامہ ناصرالدین البانیؒ ایک" مکالمے" میں فہم سلف کی اہمیت اور اس کی دعوت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ :

جن جن فرقوں کا ہم نے ذکر کیا ہے کہ وہ بھی (گمراہ ہونے کے باوجود)اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہیں،ساتھ ہی ان میں سے کوئی نہیں کہتا کہ میں کتاب وسنت پر نہیں (بلکہ سب کا یہی دعوی ہے کہ ہم کتاب وسنت پر عمل پیرا ہیں) تو ہمیں تو چاہیئے کہ ہم ایک اور ضمیمہ کا اس میں اضافہ کریں۔

آپ کی کیا رائے ہے کہ ہم آج کتاب وسنت کے کسی نئے فہم پر اعتماد کریں گے یا پھر لازم ہے کہ ہم ان کے (یعنی کتاب وسنت کے)فہم کے سلسلے میں اس چیز پر اعتماد کریں گے جس پر سلف صالحین تھے ؟

سائل نے کہا:بالکل لازم ہے۔(کہ ہم فہم سلف پر اعتماد کریں)

پھر آگے گفتگو میں ہے کہ سائل نے البانی صاحب کی بات کو تسلیم کیا۔**(اہل حدیث کا منہج اور احناف سے اختلاف کی حقیقت ص:۲۸۶،۲۸۷)**

(۴)　غیر مقلد ابو انس یحی گوندلوی اپنی عقیدہ اہل حدیث نامی کتاب میں لکھتے ہیں کہ: دلائل بیان کرنے کا انداز سلف صالحین طریق پر رکھا ہے۔**(عقیدہ اہل حدیث ص:۳۳)**

(۵)　اہل حدیث عالم غلام مصطفی ظہیر صاحب کہتے ہیں کہ:میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر کوئی مجھے قرآن مقدس کی ۱۰۰۰آیات بینات پیش کرے اور وہ (۱۰۰۰آیات)اپنے مطلب میں بالکل واضح ہوں یعنی وہ مسئلہ ان سے بالکل واضح

طور پر ثابت ہورہا ہو ،مگر سلف صالحین نے ان سے وہ مسئلہ ثابت نہ کیا ہو یا اس مسئلے کے خلاف ثابت کیا ہو ،تو میں یہ کہوں گا کہ قرآن تو حق ہے ،لیکن میرا فہم صحیح نہیں ہے ،فہم محدثین یا ائمہ دین کا صحیح ہے۔

(۶) حافظ ابویحیٰ نورپوری صاحب نے بھی اپنے استاد غلام مصطفی کی بات کے جواب میں **"جی بالکل"** کہہ کر ان کی تصدیق کر دی ہے۔

مزید غلام صاحب کہتے ہیں کہ یہ بنیادی خصوصیت اور امتیازی حیثیت ہے اہل حدیث مسلک کی ،کہ یہ اپنی طرف سے قرآن وحدیث کے مفاہیم بیان نہیں کرتے۔[69]

(۷) اہل حدیث مولوی صدیق رضا صاحب جماعت المسلمین کے خلاف اپنے رسالے میں تحریر کرتے ہیں (جس کا خلاصہ یہ ہے) کہ قرآن اور حدیث کی ایسی تشریح کی جائے جو سلف سے منقول نہ ہو ،تو وہ غامدیت تو ہو سکتی ہے ،قادیانیت تو ہوسکتی ہے ،کوئی اور دین ہو سکتاہے لیکن وہ اسلام نہیں ہوسکتا۔**(ص:۲مطبوعہ مکتبہ ابوالاسجد)**[70]

(۸) اسی طرح ایک اور اہل حدیث محقق ابن الحسن المحمدی صاحب لکھتے ہیں کہ :

"مسلک اہل حدیث کی بنیاد قرآن ، صحیح حدیث ،اجماع امت اور فہم سلف پر ہے۔مسلک اہل حدیث کا ایک بھی مسئلہ ایسا نہیں جسکی بنیاد فہم سلف پر نہ ہو "۔**(ضرب حق شمارہ نمبر :۱۶اکتوبر ۲۰۱۰ء ص:۲۳)**

اگر واقعی اہل حدیث حضرات کا منہج اور اصول یہی ہے کہ قرآن اور حدیث کا وہی مطلب اور مفہوم لیاجا ئے گا جو سلف اور ائمہ محدثین اور فقہاء کریں گے ،تو سوال یہ ہے کہ جرابوں پر مسح کے سلسلے میں وہ کیوں سلف ،فقہاء اور

---

[69] **دیکھئے :** ان حضرات کاویڈیو کلپ بعنوان :**سید نا علی رضی اللہ عنہ کی قنوت اور مشاجرات صحابہ،۱۳منٹ ۴۰سکنڈ۔**
ویڈیو لنک :

https://www.youtube.com/watch?v=vSfoE7oBYfE

[70] اسکی تفصیل بھی صدیق رضا صاحب کے مناظرے میں موجود ہے بعنوان :**اولیاء کا علم غیب ،پارٹ۷ : ۴۹ منٹ ۵۰ سکنڈ، (Auliya ka Ilm e Ghaib : Part 7, Timing : 49 min: 50sec)**

ویڈیو لنک :

https://www.youtube.com/watch?v=UfGp07eplLw

محدثین کے فہم کو چھوڑ کر یہ فتوی دے رہے ہیں کہ موجودہ دور کی اونی جرابوں پر بھی مسح جائز ہے۔جبکہ ان میں سلف کی بیان کردہ شرائط قطعاً نہیں پائی جاتی ہیں۔

آخر بیچاری عوام کو یہ دھوکہ کب تک دیا جائے گا کہ اہل حدیث قرآن وحدیث کو صرف سلف صالحین کے فہم پر مانتے ہیں ؟

لہذا اہل حدیث حضرات سے گزارش ہے کہ یا تو وہ اپنے دعوے اور اپنے منہج کو باطل قرار دیں یا اپنے فتوے سے رجوع کریں۔نیز یہ بھی التجاء ہے کہ اس طرح کی دوغلے پن کا ثبوت نہ دیا کریں۔کیونکہ ایسی چیزیں آپ حضرات ہی کی جہالت اور بے علمی کا پتہ دیتی ہیں۔

اللہ ہم سب کو حق سمجھنے اور اس کو قبول کرنے کی توفیق عطاء فرمائے!آمین